بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُصَرِّفُ الْاَحْوَالَ وَ یُخَفِّفُ الْاَثْقَالَ وَ یَکْشِفُ الْعِلَلَ وَ یُصْلِحُ الْعَمَلَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ اَسَّسَ قَوَاعِدَ الدِّیْنِ وَاَبْنِیَۃَ الْاِسْلَامِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا جُهْدَهُمْ فِی اِسْتِنْبَاطِ قَوَانِیْنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

سب تعریف اللہ کیلئے جو حالات کو تبدیل فرماتا ہے اور بوجھوں کو ہلکا کرتا ہے اور بیماریوں کو دور کرتا ہے اور معاملے کی اصلاح فرماتا ہے اور صلوۃ وسلام اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جنہوں کے دین کے قواعد اور اسلام کی بنیادوں کی تعمیر فرمائی اور آپ کی آل اور اصحاب پر جنہوں نے حلال وحرام کے قوانین کی تخریج میں اپنی کوشش صرف فرمائی۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد ناتواں، گنہگار، شرمسار، اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا امیدوار بندہ، معمولی طالب علم صفی بن نصیر کہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کے حال کو درست فرمائے اور اس کے بوجھوں کو ہلکا فرمائے) جب شیخ الاسلام ابوالمکارم اسماعیل کے بیٹے (اللہ تعالیٰ اسے نفع دینے والا علم اور کامل فہم عطا فرمائے) نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق سے (کتاب) تصریف پنج گنج مکمل کر لی تو میں نے چاہا کہ کوئی فارسی زبان میں دوسری کتاب اسے پڑھاؤں لیکن میں نے کوئی کتاب اسے پڑھانے کے لائق نہ پائی۔ اس لیے اعلال وادغام، ابدال اور تخفیف ہمزہ کے چند قوانین اسے پڑھانے کیلئے اس مختصر کتاب میں جمع کر دیے اور اس کا نام **دستور المبتدی** رکھا۔ طلب کرنے والوں کو ترغیب دینے اور رغبت رکھنے والوں کی راہنمائی کیلئے ان قوانین کے تحت ان کے سوالات و جوابات بھی درج کر دیے اور کئی متفرق قواعد ضبط کی لڑی میں پرو دیے اور ان کی وضاحت میں انتہائی کوشش کی ہے۔ تاکہ ابتدائی طلبہ اس سے نفع حاصل کریں اور ان کی وضاحت کے بیان سے آگاہ ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ جو تمام عیبوں اور کمزوریوں سے پاک اور سب سے

اعلیٰ وارفع ہے سے التجاء ہے کہ میرا پیارا بیٹا اور جو کوئی اس مختصر کتاب کو پڑھے مکمل سمجھ بوجھ اور نفع دینے والا علم حاصل کرے اور جہالت کی تاریکی سے نکل کر علم کی روشنی میں داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

یاد رکھ اللہ تعالیٰ تیرے علم نافع اور فہم کامل میں اضافہ فرمائے۔ تمام اسماء وافعال کی اھل علم صرف کے نزدیک چار اقسام ہیں۔

۱۔ صحیح ۲۔ معتل ۳۔ مہموز ۴۔ مضاعف

صحیح

صحیح وہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف نہ حرف علت، نہ ہمزہ اور نہ دو حرف ایک جنس کے ہوتے ہیں جیسے ضَرَبَ، بَعْثَرَ، رَجُلٌ، سَفَرْجَلٌ

مہموز

مہموز وہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے ایک حرف ہمزہ ہوتا ہے اس کی تین اقسام ہیں۔

مہموز الفاء: (جس کا فاء کلمہ ہمزہ ہوتا ہے) جیسے اَمَرَ، اَخَذَ، اَمْرٌ، اَخْذٌ

مہموز العین: (جس کا عین کلمہ ہمزہ ہوتا ہے) جیسے سَأَلَ، لَؤُمَ، رَأْسٌ، ذِئْبٌ

مہموز اللام: (جس کا لام کلمہ ہمزہ ہوتا ہے) جیسے قَرَءَ، هَنَأَ، كَلَأٌ، خَطَأٌ

معتل

معتل وہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف حرف علت ہو۔ حروف علت تین ہیں۔ واؤ، الف، یاء، جن کا مجموعہ "وای" ہوتا ہے۔ ان حروف کو حروف مدولین بھی کہتے ہیں۔

(حروف علت کہنے کی وجہ) ان کو حروف علت کہتے ہیں کیونکہ یہ اکثر بیماروں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اور ان میں تعلیل بھی ہوتی ہے۔

(مدّہ کہنے کی وجہ) ان کو حروف مدّہ کہتے ہیں کیونکہ یہ حرکت کھینچنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی واؤ ضمہ کھینچ کر پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ الف فتحہ کو کھینچ کر پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے اور یاء کسرہ کو کھینچنے سے۔ اسی وجہ سے واؤ ضمہ کی، الف فتحہ اور یاء کسرہ کی بہن کہلاتی ہے۔

(لین کہنے کی وجہ) انہیں حروف لین بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ سانس کی طرح کمزور ہوتے ہیں اسی لیے ثقیل حرکت اپنے اوپر اور قوی حرکت اپنے ماقبل پر برداشت نہیں کرتے اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں کبھی حذف ہو جاتے ہیں کبھی بدل جاتے ہیں اور کبھی ساکن ہو جاتے ہیں اور انہیں ثقیل بھی سمجھا جاتا ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ ثقیل واؤ اس سے کم یاء اور اس سے کم ثقیل الف ہے۔

الف اور ہمزہ کی تعریف ان میں فرق اور ان کے لکھنے کا طریقہ

الف

الف، سیدھا خط ہے جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور زبان کی سختی یعنی جھٹکے کے بغیر ادا ہوتا ہے۔ جیسے مَا ، لَا ۔ کسی اسم معرب اور فعل متصرف میں الف اصلی واقع نہیں ہوتا بلکہ یا زائدہ ہوتا ہے جیسے ضَارَبَ ، يُضَارِبُ یا واؤ اور یاء سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے قَالَ ، بَاعَ ، بَاب، ناب یہ اصل میں قَوَلَ ، بَيَعَ ، بَوَبٌ نَيَبٌ تھے یا مکرر حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے (مکرر کا مطلب ہے ایک حرف کا دو مرتبہ استعمال ہونا) جیسے دَسَّا ھا (اصل میں دَسَّسَهَا تھا تیسرا سین الف سے بدلا ہوا ہے) اسماء مبنی جیسے هٰؤُلَاءِ اور حروف معنوی میں الف اصلی واقع ہوتا ہے۔ کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہوتا۔ جیسے مَا ، لَا۔

ہمزہ

ہر وہ جو الف کی صورت میں متحرک ہو یا ساکن ہو اور جھٹکے سے ادا ہو وہ ہمزہ ہوتا ہے۔ جیسے أَمَرَ، سَأَلَ، قَرَءَ، رَأْسٌ، بُؤْسٌ، ہمزہ کو مجازی طور پر الف بھی کہتے ہیں۔ جیسے الف وصل، الف قطعی اور الف استفہام۔

ہمزہ کے لکھنے کی صورتیں۔

ہمزہ کی لکھنے میں کوئی ایک صورت نہیں۔اول کلمہ یعنی ابتداء میں الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔جیسے اَبٌ، اُمٌّ اور اِبْنٌ۔

درمیان میں اگر ہمزہ ساکن ہو تو اسے ماقبل کی حرکت کے مطابق لکھا جاتا ہے۔جیسے بُؤْسٌ، رَاْسٌ، ذِئْبٌ

اگر ہمزہ درمیانے کلام میں متحرک ہو تو اسے اپنی حرکت کے موافق لکھا جاتا ہے جیسے سَأَلَ، سَئِمَ، رَؤُفَ۔

اگر ہمزہ آخر کلمہ میں ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو اسے ماقبل کی حرکت کے مطابق لکھا جاتا ہے۔جیسے قَرَأَ، طَرُؤَ، فَتِئَ اگر اس کا ماقبل ساکن ہو تو لکھنے میں اس کی کوئی صورت نہیں۔ جیسے جُزْءٌ، خَبْءٌ، دِفْءٌ مگر جس جگہ اس کے آخر میں کوئی چیز ملی ہوئی ہو تو وہاں اسے اس کی اپنی حرکت کے موافق لکھا جاتا ہے۔جیسے هٰذَا جُزْؤُكَ رَأَيْتُ جُزْأَكَ، نَظَرْتُ اِلٰى جُزْئِكَ

یادرکھو! ہر وہ جگہ جہاں ہمزہ کو یاء کی صورت میں لکھتے ہیں وہاں اس یاء کے نیچے نقطے دینا محض غلطی ہے جیسے قَائِلٌ، بَائِعٌ اور ان جیسے دوسرے کلمات۔ یہ ابوعلی فارسی کے نزدیک ہے اور اکثر علماء علم صرف کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ یہ ہمزہ ہے جو یاء کی صورت میں لکھا گیا ہے۔
اسی طرح ہر وہ الف جو یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس کے نیچے بھی نقطے دینا غلطی ہے۔جیسے رَمٰی سَرٰی کیونکہ یہ بھی حقیقت میں الف ہے جو یاء کی شکل میں لکھا گیا ہے۔

معتل کی اقسام

معتل کی دو قسمیں ہیں۔ معتل ایک حرف علت والا۔ معتل دو حروف علت والا۔
معتل بیک حرف کی تین اقسام ہیں۔

ل الفاء

(جس کا فاء کلمہ حرفِ علت ہو) جیسے وَعَدَ، یَسَرَ، وَعْدٌ، یُسْرٌ، اسے مثال بھی

ہیں

ل العین

(جس کا عین کلمہ حرفِ علت ہو) جیسے قَالَ، بَاعَ، قَوْلٌ، بَیْعٌ، اسے اجوف بھی

یں۔

ل اللام

(جس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو) جیسے غَزَا، رَمیٰ، غَزْوٌ، رَمْیٌ اسے ~~اجوف~~ بھی
ناقص

یں۔

ل بدو حرف

وہ کلمہ جس میں دو حرفِ علت ہوتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

مفروق

جس کا فاء کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہوتے ہیں جیسے وَقیٰ، وَشیٰ، وَقْیٌ اور

ں اسے لفیف مفروق بھی کہتے ہیں۔

مقرون

جس کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہوتے ہیں جیسے طَویٰ، حَییٰ، طَیٌّ،

ں (اصل میں طَوْیٌ، حَیْیٌ تھے طوی میں پہلے واو کو یاء سے بدلا۔ پھر دونوں

ہلے یاء کو دوسرے میں ادغام کر دیا) یا جس کا فاء کلمہ اور عین کلمہ حرفِ علت ہوتے ہیں۔ جیسے

، یَوْمٌ یہ قسم فعل میں بہت کم آتی ہے اور ان دونوں قسموں کو لفیف مقرون بھی کہتے ہیں۔

تین حروف علت والا کلمہ بہت کم ہے سوائے وَاوٌ، یَایٌ، وَوَیْتُ، یَیَّیْتُ کے

لمہ نہیں پایا گیا۔

مضاعف

وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے دو حروف صحیح ایک جنس کے ہو (یعنی ایک ہی حرف دو مرتبہ ہوتا ہے) کلمہ ثلاثی میں عین اور لام کلمے کی جگہ جیسے مَدَّ، میں مَدَدَ ، فَرَرَ تھے) سَبَبٌ اور عَدَدٌ اور کلمہ رباعی میں فاء کلمے اور پہلے لام عین کلمے اور دوسرے لام کلمے کی جگہ ہوتے ہیں۔ (رباعی کلمہ میں پہلا کلمہ فاء دوسرا تیسرا لام کلمہ اوّل اور چوتھا لام کلمہ ثانی ہوتا ہے) جیسے زَلْزَلَ ، زَحْزَحَ ، ذَ مَضْمَضَ۔

پس اسماء وافعال کی اصول کا مجموعہ مذکورہ دس انواع ہیں۔ یعنی صحیح مہموز عین، مہموز لام، اجوف، ناقص، لفیف مفروق، لفیف مقرون اور مضاعف۔ اجتا سے دوسری دس انواع بنتی ہیں۔

۱۔ مضاعف اور مہموز فاء سے مرکب جیسے اَمَّ ، اُمٌّ

۲۔ مضاعف اور مثال سے مرکب جیسے وَدَّ، وُدٌّ

۳۔ مہموز فاء اور اجوف سے مرکب جیسے آسَ ، اَوْسٌ

۴۔ مہموز فاء اور ناقص سے مرکب جیسے اَتٰی، اَتْیٌ

۵۔ مہموز فاء اور لفیف مقرون سے مرکب جیسے اَوٰی ، اَوْیٌ

۶۔ مہموز عین اور مثال سے مرکب جیسے وَاَدَ ، وَأْدٌ

۷۔ مہموز عین اور ناقص سے مرکب جیسے رَاٰی ، رَأْیٌ

۸۔ مہموز عین اور لفیف مفروق سے مرکب جیسے وَاٰی ، وَأْیٌ

۹۔ مہموز لام اور مثال سے مرکب جیسے وَدَاَ، وَدْءٌ

۱۰۔ مہموز لام اور اجوف سے مرکب جیسے ناءَ ، نَوْءٌ

جب تو نے اسماء وافعال کی اقسام پہچان لی ہیں تو یاد رکھ فعل صحیح کی گردان اپ

ہوتی ہے یعنی اپنی ہی حالت پر ہوتی ہے اس میں تعلیل اور تبدیلی نہیں ہوتی اور مہموز فاء اور مثال کی گردان بھی صحیح کی طرح (بغیر تعلیل کے) ہوتی ہے۔ سوائے چند مقامات کے (جہاں تعلیل و تبدیلی ہوتی ہے) جن کو انشاء اللہ ہم یاد کریں گے۔

باب تفعیل **مفاعلة**، تفاعل اور تفعّل سے اجوف کی گردان کا بھی صحیح کی گردان کی طرح (بغیر تعلیل و تبدیلی کے) حکم ہے۔ جیسے (اجوف واوی باب تفعیل)۔

جَوَّزَ، يُجَوِّزُ، تَجْوِيْزاً، فَهُوَ مُجَوِّزٌ (اجوف یائی باب تفعیل) **مَيَّزَ يُمَيِّزُ، تَمْيِيْزاً، فَهُوَ مُمَيِّزٌ** (اجوف واوی باب مفاعلة) **عَاوَنَ، يُعَاوِنُ مُعَاوَنَةً، فَهُوَ مُعَاوِنٌ** (اجوف یائی باب مفاعلة) **عَايَنَ، يُعَايِنُ مُعَايَنَةً، فَهُوَ مُعَايِنٌ** (اجوف واوی باب تفعّل) **تَجَوَّزَ، يَتَجَوَّزُ تَجَوُّزاً، فَهُوَ مُتَجَوِّزٌ** (اجوف یائی باب تفعّل) **تَغَيَّرَ، يَتَغَيَّرُ تَغَيُّراً، فَهُوَ مُتَغَيِّرٌ** (اجوف واوی باب تفاعل) **تَنَاوَلَ، يَتَنَاوَلُ تَنَاوُلاً، فَهُوَ مُتَنَاوِلٌ** (اجوف یائی باب تفاعل) **تَغَايَرَ، يَتَغَايَرُ تَغَايُراً فَهُوَ مُتَغَايِرٌ**

اجوف کے ان مذکورہ چار ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب اور ناقص کے تمام ابواب تعلیل و تبدیلی کی جگہ ہیں۔ ان میں سے جو صحیح کے وزن پر آئے وہ اپنی اصل پر ہوگا۔ جیسے **يَدْعُوْنَ** اور **يَرْمِيْنَ** (جمع مونث غائب) یہ **يَفْعُلْنَ** اور **يَفْعِلْنَ** کے وزن پر ہیں اور یہ اپنی اصل پر ہیں۔ (ان میں کوئی تعلیل و تغیر نہیں ہوا) اور جو کلمہ صحیح کے وزن پر نہ ہو اس کی صحیح کے وزن پر ایک اصل نکالتے ہیں اور اس میں تعلیل و تبدیلی علم صرف کے قوانین کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے **يَعِدُ** یہ **يَفْعِلُ** کے وزن پر نہیں۔ یہ دراصل **يَوْعِدُ يَفْعِلُ** کے وزن پر تھا اسی طرح **قَالَ فَعَلَ** کے وزن پر نہیں ہے تو اس کی اصل **قَوَلَ فَعَلَ** کے وزن پر بناتے ہیں۔ اسی طرح تعلیل کرنے، ادغام کرنے اور ہمزہ میں تخفیف کرنے کی تمام صورتیں ہیں۔ جیسے **ذَبَّ** اصل میں

دُبُبٌ ۔ فُوٌّ اصل میں فُوْدٌ اور یَامُوُّ اصل میں یَأْمُوُرُ تھا۔

اعلال

ابدال، اسکان اور حذف کے ذریعے حرف علت میں تخفیف کرنا۔

ابدال

ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہ رکھنا۔ جیسے قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا۔

اسکان

حرکت کا گرانا (حرکت کو ختم کر دینا) جیسے یَدْعُوْ اصل میں یَدْعُوُ تھا۔

حذف

حرف کا گرا دینا جیسے یَجِبُ اصل میں یَوْجِبُ تھا۔

ادغام

لغت میں گھوڑے کے منہ میں لگام دینے کو کہتے ہیں۔ اور صرفیوں کی اصطلاح میں ایک حرف کو دوسرے اسی جیسے حرف میں ملا دینا جس طرح دو ایک جیسے حروف سے ایک حرف مشدد کر دیا جاتا ہے جیسے مَدَّ اصل میں مَدَدَ تھا۔

پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں

ابدال کی تین اقسام ہیں

۱۔ اصلی حرف کا بدلنا جیسے قَالَ، بَاعَ (اصل میں قَوَلَ، بَيَعَ تھے)

۲۔ حرف زائد سے بدلنا جیسے ضُوْرِبَ، بُوْيِعَ ان دونوں میں واؤ ضَارَبَ اور بَايَعَ کی الف سے بدلا ہوا ہے اور وہ الف زائدہ ہے۔

۳۔ بدلے ہوئے حرف سے بدلنا جیسے يُدْعٰى اس کے لام کلمے میں الف یاء سے بدلا ہوا ہے اور یاء واؤ سے بدلی ہوئی ہے۔

اسکان کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ حرکت نقل کیے بغیر کلمے کا ساکن کرنا جیسے يَقُوْلُ ، يَبِيْعُ

۲۔ ماقبل متحرک حرف کی حرکت زائل کرنے کے بعد اس کی طرف حرکت نقل کر کے ساکن کرنا۔ جیسے قِيْلَ ، بِيْعَ

حذف کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک حرف اصلی کا حذف کرنا اور یہ اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہے (یعنی اسم اور فعل دونوں سے ایک حرف اصلی حذف ہو جاتا ہے) جیسے اَبٌ ، اَخٌ ، يَعِدُ اور يَضَعُ (یہ اصل میں اَبَوٌ، اَخَوٌ، يَوْعِدُ اور يَوْضَعُ تھے)

۲۔ دو حروف اصلی کا حذف کرنا اور یہ فعلوں کے ساتھ خاص ہے (اسم سے دو حروف اصلی حذف نہیں ہوتے) جیسے قِ ، خِ (یہ اصل میں اِوْقِيْ ، اِوْخِيْ تھے)

ادغام کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ دو ہم جنس حروف کا ایک دوسرے میں ملانا جیسے مَدَّ

۲۔ دو قریب المخرج حروف کا ایک دوسرے میں ملانا (اس صورت میں لکھنے میں مدغم اور مُدْغَم فيه دونوں آئیں گے لیکن بولنے میں صرف ایک مدغم فيه ہی آئے گا) جیسے عَبَدْتُّ ، لَبِثْتُّ۔

ادغام کی دونوں صورتوں میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔

واجب

(جہاں دوسرے حرف کی حرکت لازمی ہوگی) جیسے مَدَّ

جائز

(جہاں دوسرے حرف کا سکون عارضی ہوگا) جیسے لَمْ يَمُدَّ

ممتنع

(جہاں دوسرے حرف کا سکون لازمی ہوگا) جیسے مَدَدْنَ

ان میں سے ہر ایک کو ادغام کے قوانین کی فصل میں یاد کریں گے۔

ہمزہ کی تخفیف کبھی ابدال کے ذریعے ہوتی ہے۔ جیسے اٰمَنَ ، یُوْمِنُ ، اِیْمَانًا اور کبھی حذف کے ذریعے ہوتی ہے۔ جیسے اُکْرِمُ اصل میں اُءَکْرِمُ تھا اور کبھی تسہیل کے ساتھ ہوتی ہے۔ تسہیل کا مطلب ہے ہمزہ کو بین بین پڑھنا (بین بین تسہیل کی دو قسمیں ہیں قریب اور بعید۔ بعید یہ ہے کہ ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جیسے مُسْتَھْزِئُوْنَ اس میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بعید ہے اور قریب کی صورت کتاب میں بیان کی گئی ہے) بین بین یہ ہے کہ ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جیسے سَائِلٌ ان میں سے ہر ایک کو تخفیف ہمزہ کی فصل میں یاد کریں گے۔ ہمزہ کی تخفیف اسکان کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اس طرح ہمزہ کی تخفیف شروع کلمہ میں حذف کے ساتھ بھی نہیں آتی۔ اور نَاسٌ جو اصل میں اُنَاسٌ تھا۔ اس کے شروع میں ہمزہ مضموم تھا (شروع سے ہمزہ کا حذف) شاذ ہے۔

جب تو نے اعلال وادغام اور تخفیف ہمزہ کی اقسام کو پہچان لیا ہے تو یاد رکھ کہ ان میں سے ہر ایک علم صرف کے قوانین پر مبنی ہے اور ان قوانین کی عرب کلام میں بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس مختصر رسالے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یاد کریں گے۔

پہلی فصل ہمزہ کی تخفیف کے قوانین کے بیان میں

۱۔ ہر اکیلا ہمزہ جو ساکن ہو اور اس کا ما قبل مفتوح ہو اسے الف سے بدلنا جائز ہے۔ جیسے رَاسٌ ، یَاخُذُ اصل میں رَأْسٌ ، یَأْخُذُ تھے۔

۲۔ ہر اکیلا ہمزہ جو ساکن ہو اور اس کا ما قبل مضموم ہو اسے واؤ سے بدلنا جائز ہے۔ جیسے بُوْسٌ ، یُوْخَذُ اصل میں بُؤْسٌ ، یُؤْخَذُ تھے۔

۳۔ ہر اکیلا ہمزہ جو ساکن ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو اسے یاء سے بدلنا جائز ہے۔ جیسے بِیْرٌ ، شِیْتُ اصل میں بِئْرٌ ، شِئْتُ تھے۔ بِئْسَ اور جِئْتُ کا بھی یہی حکم ہے۔ (جائز ہونے

کا مطلب ہے کہ ہمزہ میں تخفیف کریں یا نہ کریں دونوں طرح درست ہے)

۴۔ ہر اکیلا ہمزہ جو مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو جائز ہے اسے واؤ سے بدل دیں جیسے یُوَاخِذُ اصل میں یُؤَاخِذُ تھا۔

۵۔ اسی طرح ہر اکیلا ہمزہ جو مفتوح ہو اور اس کا ماقبل واؤ مدہ زائدہ ہو تو جائز ہے کہ اس ہمزہ کو واؤ سے بدل کر واؤ میں ادغام کر دیں۔ جیسے مَقْرُوَّۃٌ اصل میں مَقْرُوْءَۃٌ تھا ہمزہ کو واؤ سے بدلا واؤ کو واؤ میں ادغام کر دیا۔

۶۔ ہر اکیلا ہمزہ جو مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو جائز ہے کہ اس ہمزہ کو یاء سے بدل دیں جیسے مِیَرٌ اصل میں مِئَرٌ تھا۔

۷۔ ہر اکیلا ہمزہ جو مفتوح ہو اور اس کا ماقبل یاء مدہ زائدہ ہو تو جائز ہے کہ ہمزہ کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کر دیں جیسے خَطِیَّۃٌ اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا ہمزہ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیتے ہیں خَطِیَّۃٌ ہو جاتا ہے۔

مشہور قول کے مطابق اس ابدال کا نَبِیٌّ اور بَرِیَّۃٌ جو اصل میں نَبِیْئٌ اور بَرِیْئَۃٌ تھے میں لازم ہونا شاذ ہے۔

۸۔ ہر وہ جگہ جہاں دو ہمزے ایک کلمے میں جمع ہو جائیں ان میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو واجب ہے کہ دوسرے ہمزے کو پہلے ہمزے کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیں جیسے اٰمَنَ ، یُوْمِنُ ، اِیْمَاناً یہ اصل میں ءَاْمَنَ ، یُؤْمِنُ اِئْمَاناً تھے اٰدَمُ کا حکم بھی اٰمَنَ والا ہی ہے۔

سوال۔ أَءُوْسُ واحد متکلم جو کہ اصل میں أَءْوُسُ تھا اس میں اٰمَنَ والا قانون موجود ہے دوسرے ہمزہ کو الف سے کیوں نہیں بدلتے؟ اسی طرح اُءُمُّ اصل میں أَءْمُمُ تھا اس میں أُؤْمِنُ والا قانون موجود ہے دوسرے ہمزے کو واؤ سے کیوں نہیں بدلتے؟۔

جواب۔ أَءُوْسُ میں مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے اور ماضی کی موافقت اعلال کا تقاضا

کرتی ہے اور جہاں ابدال اور اعلال مقابلے میں آجائیں وہاں اعلال کو ابدال پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اعلال میں ابدال کی بنسبت تخفیف زیادہ ہوتی ہے (اور اعلال و ابدال سے اصل مقصود تخفیف ہی ہے) اور اُءْمُمُ میں ادغام اور ابدال مقابلے میں آئے ہیں اور جہاں ادغام و ابدال مقابلے میں آجائیں وہاں ادغام کو ابدال پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ادغام میں تخفیف ابدال کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

سوال۔ اَءْ وُسٌ میں دو ہمزوں کا جمع ہونا ہی بذاتِ خود ابدال کا تقاضا کرتا ہے اور اعلال ماضی کی موافقت کی وجہ سے ہے نہ کہ واؤ سے ضمہ کے ثقل کو دور کرنے کی وجہ سے کیونکہ واؤ اور یاء پر ضمہ اور کسرہ سکون کے بعد ثقیل نہیں ہوتے۔ جیسے دَلْوٌ اور ظَبْیٌ پس ابدال کی دلیل مضبوط ہے اور اعلال کی دلیل کمزور ہے پس چاہیے تو تھا کہ یہاں ابدال کو اعلال پر ترجیح دیتے؟۔

جواب۔ یہ درست ہے کہ دو ہمزوں کا جمع ہونا ابدال کا تقاضا کرتا ہے لیکن ابدال و اعلال سے اصلی مقصد تخفیف ہے اور تخفیف اعلال میں ابدال کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ پس اسلیے اعلال کو ابدال پر ترجیح دیتے ہیں۔

كُلْ، خُذْ اور مُرْ اصل میں اُءْكُلْ، اُءْخُذْ اور اُءْمُرْ تھے۔ دوسرے ہمزے کو خلاف قیاس کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً حذف کر دیتے ہیں اور ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اسے بھی حذف کر دیتے ہیں۔

لیکن كُلْ اور خُذْ میں دوسرے ہمزے کا حذف کرنا واجب ہے اور مُرْ میں جائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ كُلْ اور خُذْ کا استعمال مُرْ سے زیادہ ہے لیکن مُرْ ابتدائے کلام میں اُءْمُرْ سے زیادہ فصیح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلٰوةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَاضْرِبُوْهُمْ إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا" (اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور انہیں سزا دو جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں) اور درمیانے کلام میں اُءْمُرْ، مُرْ سے فصیح ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

(اور اپنے اھل کو نماز کا حکم دو)

۹۔ ہر وہ جگہ جہاں دو ہمزے ایک کلمہ میں اکٹھے ہو جائیں اگر ان میں سے ایک مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے أَئِمَّةٌ اصل میں أَءْمِمَةٌ تھا (دو میم ہم جنس اکٹھے ہوئے دونوں متحرک ہیں اور ان کا ماقبل ساکن ہے پہلے میم کی حرکت ماقبل کو دیکر دوسرے میں ادغام کر دیا

أَءِمَّةٌ ہوا۔ اب مذکورہ قاعدہ کی روشنی میں تخفیف کی)

۱۰۔ ہر وہ جگہ جہاں دو ہمزے اوّل کلام میں اکٹھے آ جائیں اور دوسرا ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مفتوح یا مضموم ہو تو واجب ہے کہ دوسرے ہمزے کو واؤ سے بدل دیں جیسے أَوَادِمُ اور أُوَيْدِمُ دراصل أَءَادِمُ اور أُءَيْدِمُ تھے۔ اسی طرح أُوَمِلُ اصل میں أُءَمِلُ تھا۔

سوال۔ أُكْرِمُ جو اصل میں أُءَكْرِمُ تھا دوسرے ہمزے کو کیوں حذف کرتے ہیں اور واؤ سے کیوں نہیں بدلتے؟ باوجود اس کے کہ ابدال کا قانون موجود ہے۔

جواب۔(۱) اس جگہ خلاف قیاس کثرت استعمال کی وجہ سے دوسرے ہمزے کا حذف کرنا واجب ہے۔

(۲) دوسرے ہمزے کا واؤ سے بدلنا اس جگہ واجب ہوتا ہے جہاں دوسرا ہمزہ اصلی ہو زائد نہ ہو اور اس جگہ دونوں ہمزے زائد ہیں پھر يُكْرِمُ، تُكْرِمُ اور نُكْرِمُ میں ہمزہ کو أُكْرِمُ کی موافقت کی وجہ سے حذف کرتے ہیں اگر چہ دو ہمزے جمع نہیں ہیں جس طرح کہ تَعِدُ، أَعِدُ اور نَعِدُ میں واؤ حذف کرتے ہیں يَعِدُ کی موافقت کی وجہ سے۔

سوال۔ أَءْؤُسٌ میں دوسرا ہمزہ اصلی ہے چاہیے تھا کہ واؤ سے بدل دیتے۔

جواب۔ أَءْؤُسٌ میں دوسرا ہمزہ اصلی ہے لیکن مفتوح نہیں۔

۱۱۔ ہر وہ جگہ جہاں ہمزہ الف زائد کے بعد واقع ہو جائز ہے کہ اسے بین بین پڑھیں بین بین کا مطلب ہے ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جو ہمزہ کی

حرکت کے موافق ہے یعنی اگر ہمزہ مضموم ہے تو اسے ہمزہ کے اپنے مخرج اور واؤ کے مخرج کے درمیان پڑھنا اور اگر ہمزہ مفتوح ہے تو اسے اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھنا اور اگر ہمزہ مکسور ہے تو اسے اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان پڑھنا جیسے تَسَاءَلَ، یَتَسَاءَلُ، تَسَاءُلاً، فَهُوَ مُتَسَائِلٌ۔

۱۲۔ ہر وہ اکیلا ہمزہ جو متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو اسے بھی بین بین پڑھنا جائز ہے۔ جیسے سَأَلَ، لَؤُمَ، سُئِلَ۔

۱۳۔ ہر وہ ہمزہ جو مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مضموم یا مکسور ہو تو اسے ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ پہلے یُوَاخِذُ اور مِیَرٌ میں گزر چکا ہے۔

۱۴۔ ہر ہمزہ جو متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جائز عام ہے کہ ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں اور ہمزہ کو حذف کر دیں جیسے یَسَلُ، قَدَ فْلَحَ اصل میں یَسْئَلُ، اور قَدْ اَفْلَحَ تھے۔

مگر جس ہمزے کا ماقبل حرف مدہ یا یائے تصغیر ہو تو وہاں ابدال وادغام جائز ہے۔ جیسے خَطِیَّةٌ، مَقْرُوَّةٌ اور اُفَیِّسٌ اصل میں خَطِیْئَةٌ، مَقْرُوْءَةٌ اور اُفَیْئِسٌ تھے۔

اور اس اعلال کا باب یَرٰی میں جو اصل میں یَرْأَیُ تھا لازم ہونا شاذ ہے اور اسی طرح مَلَكٌ میں بھی (شاذ ہے) جو اصل میں مَلْأَكٌ تھا ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

دوسری فصل مثال کے قوانین کے بیان میں

۱۔ ہر وہ واؤ جو فعل مضارع میں یاء مفتوح اور کسرۂ عین کے درمیان ہو اس کو حذف کرنا واجب ہے جس طرح یَعِدُ اور یَجِبُ یہ اصل میں یَوْعِدُ اور یَوْجِبُ تھے پھر تَعِدُ، نَعِدُ اور اَعِدُ میں اگرچہ واؤ یائے مفتوح اور کسرہ عین کے درمیان واقع نہیں ہے یَعِدُ کی

موافقت کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں۔

سوال۔ یُوْعَدُ مجہول میں واؤ یَعِدُ کی موافقت کی وجہ سے حذف کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ کیونکہ یوعد مجہول معروف کا مخالف ہے اور دو مخالفین میں موافقت لازم نہیں ہوتی اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں (يَوْمِ) واؤ نہیں گری اسلیے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ فعل نہیں ہے یا اس لیے کہ یہ کسرہ عارضی ہے اصلی نہیں ہے اور يُـوْعِـدُ جو اَوْعَدَ کا مضارع معروف ہے میں واؤ نہیں گری کیونکہ یاء مفتوح نہیں ہے۔ یا اسلیے واؤ حقیقت میں یاء اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ ہمزہ اور کسرہ کے درمیان ہے کیونکہ یہ اصل میں يُؤَوْعِدُ تھا ہمزہ کو اُوْعِدُ کی موافقت کی وجہ سے حذف کر دیا يُوْعِدُ بن گیا اور يَوْجَلُ میں واؤ نہیں گری کیونکہ یاء اور کسرہ کے درمیان نہیں ہے۔

سوال۔ يَدَعُ اور يَهَبُ میں واؤ کیوں گرائی حالانکہ یاء اور کسرہ کے درمیان نہیں؟

جواب۔ اس لیے کہ وہاں کسرہ تقدیری ہے۔ یہ اصل میں يَوْدِعُ اور يَوْهِبُ فعل کے عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ تھے۔ واؤ کو حذف کرنے کے بعد کسرہ کو فتح سے بدل دیا گیا حرف حلقی کی وجہ سے اور اس کا سبب یہ ہے کہ باب مَنَعَ يَمْنَعُ پر آنے والے فعل کے عین یا لام کلمے کی جگہ ہمیشہ حرف حلقی آتا ہے تو جب يَهَبُ میں فعل کا عین کلمہ اور يَدَعُ میں فعل کا لام کلمہ حرف حلقی تھا تو (باب مَنَعَ يَمْنَعُ) کے ساتھ ہم جنس ہونے کی وجہ سے ان میں بھی عین کلمے کو فتح دیکر باب مَنَعَ يَمْنَعُ پر لے آئے۔

سوال۔ يَذَرُ میں حرف حلقی نہ فعل کے عین کلمے میں ہے نہ لام کلمے میں۔ اس میں عین کلمے کو فتح کیوں دیا ہے؟

جواب۔ کیونکہ یہ يَدَعُ کے معنی میں ہے اور يَدَعُ میں فتح دیتے ہیں حرف حلقی کی وجہ سے تو يَذَرُ میں فتح دیتے ہیں تاکہ لفظ اور معنی میں (دونوں کی) موافقت ہو جائے۔

سوال۔ يَعِدُ میں عین کلمہ حرف حلقی ہے کیوں فتح دیکر باب مَنَعَ يَمْنَعُ پر نہیں لے جاتے؟

جواب۔ (۱) تا کہ یہ اپنے اخوات کی اصل پر دلیل بن جائے۔

(۲) یہ حکم سماعی ہے قیاسی نہیں ورنہ يَدْخُلُ میں عین کلمہ اور يَصْلُحُ میں لام کلمہ بھی حرف حلقی ہے چاہیے تھا کہ فتح دیکر ان کو بھی باب مَنَعَ يَمْنَعُ پر لے جاتے۔

سوال۔ لغت کی کتابوں میں يَطَأُ باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے آیا ہے اور اسی طرح يَسَعُ کا بھی معاملہ ہے لہذا ان میں نہ کسرہ تقدیری ہے نہ تحقیقی۔ ان میں واؤ کو کیوں حذف کرتے ہیں؟

جواب۔ کیونکہ معتل فاء واوی باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے اکثر لازم آتا ہے اور يَطَأُ اور يَسَعُ متعدی آئے ہیں پس جب یہ دونوں معنی میں اپنے جیسے دوسرے افعال کے مخالف تھے تو واؤ حذف کر کے لفظ میں بھی مخالف کر دیا تا کہ لفظی مخالفت معنوی مخالفت پر دلالت کرے جس طرح تَاجُ الْمَصَادِرِ کتاب میں مرقوم ہے۔

۲۔ ہر وہ مصدر جو مثال واوی سے فاء کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہو اور اس کے مضارع سے واؤ حذف ہو چکی ہو تو واجب ہے کہ اس واؤ کو کثرت استعمال اور مضارع کی موافقت کی وجہ سے مضارع سے بھی حذف کر دیں اور اس واؤ کے عوض آخر میں ۃ لے آئیں جیسے عِدَةٌ اور زِنَةٌ اصل میں وِعْدٌ اور وِزْنٌ تھے۔

سوال۔ جب واؤ کو حذف کر دیتے ہیں تو عین کلمے کا کسرہ کہاں سے آتا ہے؟

جواب۔ جب واؤ کو حذف کرتے ہیں تو عین کلمے کو کسرہ واؤ محذوفہ کا دیتے ہیں تا کہ ابتداء حرف ساکن سے لازم نہ آئے۔

سوال۔ واؤ کو کسرہ سمیت حذف کیوں نہیں کرتے اور بعد میں عین کلمے کو کسرہ اپنی طرف سے کیوں نہیں دیتے تا کہ ابتداء حرف ساکن سے لازم نہ آئے؟

جواب۔ اگر واؤ کو کسرہ سمیت حذف کر دیں تو فرع کی اصل پر زیادتی لازم آتی ہے کیونکہ فعل تعلیل میں اصل اور مصدر اس کی فرع ہے اور فعل میں صرف ایک تبدیلی ہوتی ہے اور وہ واؤ کا

حذف ہے۔ پس اگر مصدر میں واؤ کو کسرہ سمیت حذف کر دیں تو تین تبدیلیاں لازم آتی ہیں۔ (۱) واؤ کا حذف (۲) حرکت کا حذف (کسرہ کا حذف) (۳) نئی حرکت دینا۔ پس یہ فرع کی اصل پر زیادتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ پس ضرورت کے تحت پہلے واؤ کی حرکت نقل کر کے عین کلمے کو دیتے ہیں بعد میں واؤ کو حذف کر دیتے ہیں تا کہ فرع کی اصل پر زیادتی لازم نہ آئے۔

سوال۔ فرع کی زیادتی اصل پر ابھی باقی ہے کیونکہ اصل میں ایک سے زیادہ تبدیلیاں نہیں ہوتی اور وہ واؤ کا حذف ہے اور فرع میں دو تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ واؤ کا حذف کرنا اور حرکت کا نقل کرنا؟

جواب۔ فرع کی اصل پر اتنی زیادتی کا برداشت کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر حرکت نقل نہ کریں تو ابتداء ساکن حرف سے لازم آتی ہے اور اگر واؤ کو حرکت کے ساتھ حذف کر کے عین کلمے کو نئی حرکت دیں تو تین تبدیلیاں لازم ہوتی ہیں، اور واؤ محذوفہ کی حرکت نقل کرنے میں دو سے زیادہ تبدیلیاں لازم نہیں آتیں جو کہ واؤ کا حذف کرنا اور حرکت کا نقل کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حرکت کا نقل کرنا آسان ہے حرکت کو حذف کرنے سے۔ پس تھوڑی تبدیلی کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے۔

سوال۔ عِدَۃٌ میں واؤ شروع کلمے سے حذف ہوتی ہے اس کے عوض ۃ آخر میں کیونکر لگاتے ہیں؟

جواب۔ اگر تاء شروع کلمے میں لاتے تو صورت کے اعتبار سے مصدر کا فعل مضارع کے ساتھ التباس آجاتا۔ وَعْدٌ اور وَزْنٌ میں واؤ نہیں گری کیونکہ یہ مکسور نہیں ہے۔

سوال۔ سَعَۃٌ اصل میں وَسْعٌ تھا اس میں واؤ مفتوح تھی واؤ کو کیوں حذف کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ واؤ کے نیچے کسرہ نہیں ہے؟

جواب۔ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اصل میں واؤ مفتوح تھی بلکہ اصل میں یہ واؤ اور سین کے کسرہ کے ساتھ وِسِع تھا۔ لیکن واؤ کو حذف کرنے کے بعد حرف حلقی کی مجاورت کی وجہ سے سین کو فتح دے دیتے ہیں جس طرح کہ صَاحِبُ الْعِلَلِ الْخَلِیْلِیِّ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے۔

وِصَالٌ اور وِفَاقٌ میں واؤ نہیں گری کیونکہ ان کے مضارع يُوَاصِلُ اور يُوَافِقُ میں واؤ نہیں گری۔

سوال۔ وِجْهَةٌ میں مذکورہ قانون موجود ہے واؤ کیوں نہیں گری؟

جواب۔ (۱) تاکہ یہ اپنی اخوات کی اصل پر دلالت کرے اور یہ قول بو عثمان مازنی کا ہے۔

(۲) وِجْهَةٌ تَوَجُّهٌ مصدر کا اسم ہے مصدر نہیں ہے۔ یہ قول بو علی فارسی کا ہے اور یہ جواب صحیح ترین ہے۔ کیونکہ اگر اس کو صحیح رکھنا اسلیے ہوتا کہ یہ اپنے اخوات کی اصل پر دلالت کرے تو اس کے فعل کو بھی صحیح رکھا جاتا جس طرح اِسْتَحْوَذَ يَسْتَحْوِذُ اِسْتِحْوَاذاً اور اِسْتَصْوَبَ يَسْتَصْوِبُ اِسْتِصْوَاباً میں (فعل اور مصدر دونوں صحیح ہیں) پس فعل کی تعلیل دلیل ہے کہ یہ تَوَجُّهٌ کا اسم ہے مصدر نہیں ہے۔

سوال۔ وِقَايَةٌ میں مذکورہ قانون موجود ہے واؤ کیوں نہیں گری؟

جواب۔ اس لیے کہ واؤ کا کسرہ واؤ کو حذف کرنے کے بعد عین کلمے کو دینا ممکن نہیں کیونکہ اگر واؤ کو حذف کرنے کے بعد کسرہ قاف کو دیں تو الف اپنی حالت پر نہیں رہتا بلکہ یاء میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس طرح مَحَارِيْبُ اور مَفَاتِيْحُ میں ہوا ہے اور جب الف یاء بن جائے تو لگاتار کئی کسرے لازم آتے ہیں اور یہ ثقل کا سبب ہیں جبکہ تعلیل تخفیف کیلئے کی جاتی ہے اور اگر واؤ کو کسرہ کے ساتھ حذف کریں تو فرع میں دو تبدیلیاں لازم آتی ہیں اور یہ درست نہیں کیونکہ اس کی اصل میں صرف ایک تبدیلی ہوتی ہے تو اس طرح فرع کی اصل پر زیادتی لازم آتی ہے اور یہ جائز نہیں۔

شرح تصریف پنج گنج میں کہا گیا ہے کہ وِقَايَةٌ کو صحیح رکھنا شاذ ہے۔ عِدْ اور زِنْ جو اصل میں اِوْعِدْ اور اِوْزِنْ تھے واؤ مضارع کی موافقت کی وجہ سے حذف ہوئی اور ہمزہ ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا اور یہ اصل وضع کے اعتبار سے ہے۔

اس اعتبار سے کہ فعل امر فعل مضارع میں تعلیل کے بعد بنتا ہے یہ اصل میں عِدُ اور

زِنْ ہیں جو تَعِدُ اور تَزِنُ سے لیے گئے ہیں جن کا دال اور نون مضموم ہے۔ اس کے بعد علامت مضارع حذف کر دیتے ہیں اور دال اور نون ساکن کر دیتے ہیں فعل امر بنانے کے لیے عِدْ اور زِنْ بن جاتے ہیں۔

اسی طرح قِ اور خِ اصل میں اِوْقِیْ اور اِوْخِیْ تھے واؤ گر گئی مضارع کی موافقت کی وجہ سے۔ ہمزہ گر گیا ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اور یاء گر گئی فعل امر بنانے کی وجہ سے۔

۳۔ ہر واؤ جو فاء کلمے میں یا عین کلمے میں مضموم ہو جائز مشہور ہے کہ اسے ہمزہ سے بدل دیں جیسے اُجُوْہٌ، اُقِّتَتْ، اَدْؤُرٌ اور اَعْؤُرٌ اصل میں وُجُوْہٌ، وُقِّتَتْ، اَدْوُرٌ اور اَعْوُرٌ تھے۔ اسی طرح اگر واؤ مکسور ہو تو بھی بعض کے نزدیک ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے اِشَاحٌ اور اِسَادَۃٌ کہ اصل میں وِشَاحٌ اور وِسَادَۃٌ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سعید بن جبیر، وِعَاءٌ کو اِعَاءٌ پڑھتے تھے۔

یہ ابدال واؤ مفتوحہ میں خلاف قیاس قلیل طور پر آیا ہے۔ جیسے اَحَدٌ، اَنَاۃٌ اور اَسْمَآءُ کہ اصل میں وَحَدٌ، وَنَاۃٌ اور وَسْمَآءُ تھے۔ اَسْمَآءُ اس جگہ عورت کا نام ہے اِسْمٌ کی جمع نہیں اور اس کا وزن فَعْلَاءُ ہے اَفْعَالٌ نہیں یہ وِسَامَتٌ سے مشتق ہے سُمُوٌّ سے مشتق نہیں ہے۔

۴۔ ہر وہ جگہ جہاں دو واؤ اوّل کلمے میں اکٹھے آجائیں اور دونوں متحرک ہوں تو واجب ہے کہ پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیں۔ جیسے اُوَاعِدُ، اُوَيْعِدٌ، اَوَاصِلُ اور اُوَيْصِلٌ کہ اصل میں وُوَاعِدُ، وُوَيْعِدٌ، وَوَاصِلُ اور وُوَيْصِلٌ تھے۔

اگر دوسرا واؤ ساکن ہو تو پہلے کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ جیسے اُوْرِیَ کہ اصل میں وُوْرِیَ تھا۔ بعض وُوْرِیَ میں پہلے واؤ کو ہمزہ سے نہیں بدلتے کیونکہ دوسرا واؤ وَارِیْ کے الف سے بدلا ہوا ہے۔ اگر پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیں تو دو تعلیلیں لگاتار لازم آتی ہیں اور یہ

جائز نہیں کیونکہ اس سے کلمہ بگڑ جاتا ہے۔

سوال۔ **اُوْلیٰ** جو اصل میں **وُوْلیٰ** ہے اس میں پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے باوجود اس کے کہ دوسرا واؤ ساکن ہے (ایسا کیوں ہے)؟

جواب۔ کیونکہ یہ **اُوَلُ اُوْلیٰ** کی جمع پر محمول ہے جو اصل میں **وُوَلٌ** ہے اور **وُوَلٌ** میں ابدال واجب ہے۔ کیونکہ اس میں دوسرا واؤ متحرک ہے۔

۵۔ ہر واؤ جو ساکن ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو اسے یاء سے بدلنا واجب ہے۔ خواہ سکون اور کسرہ عارضی ہوں جیسے **اِیْقَادٌ**، **اِسْتِیْقَادٌ**، **مِیْزَانٌ** اور **مِیْقَاتٌ** اصل میں **اِوْقَادٌ**، **اِسْتِوْقَادٌ**، **مِوْزَانٌ** اور **مِوْقَاتٌ** تھے۔

سوال۔ **عِدْ** اصل میں **اِوْعِدْ** تھا اس میں مذکورہ قانون موجود ہے کیوں واؤ کو یاء سے نہیں بدلتے؟

جواب۔ (۱) مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے اور مضارع کی موافقت حذف کا اور جہاں ابدال و حذف مقابلے میں آجائیں وہاں حذف کو ابدال پر ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ حذف میں ابدال کے مقابلے میں تخفیف زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) مذکورہ قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے اور مضارع کی موافقت حذف کا لیکن مضارع کی موافقت ایک پختہ امر ہے اور ماقبل کا کسرہ ہمزہ وصلی کے گرنے کے احتمال کی وجہ سے گر جانے کی جگہ پر ہے۔ پس یہ خصوصاً مضارع کی موافقت کے مقابلے میں نہیں آسکتا اور یہ تعلیل اجوف اور ناقص میں بھی آتی ہے۔ جس طرح **قِیْلَ** جو اصل میں **قُوِلَ** تھا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں ماقبل کی حرکت زائل کرنے کے بعد واؤ ساکن ہو جاتی ہے اور اس کا ماقبل مکسور ہے اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں **قِیْلَ** بن جاتا ہے۔ اور **تَدْعِیْنَ** اصل میں **تَدْعُوِیْنَ** تھا اس میں بھی ماقبل کی حرکت زائل کرنے کے بعد واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں واؤ ساکن ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدلا دو ساکن جمع ہو گئے دونوں یاء ہیں ایک کو حذف کر دیا **تَدْعِیْنَ** بن

گیا۔

٦۔ ہر یاء جو ساکن ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو وہ یاء واؤ بن جاتی ہے جیسے یُوْقِنُ اور مُوْقِنٌ اصل میں یُیْقِنُ اور مُیْقِنٌ تھے اور یہ تعلیل اجوف میں بھی آتی ہے۔ جس طرح فُعْلٰی اسم فاء کلمہ کے ضمہ اور عین کلمہ کے سکون کے ساتھ جب اس کے عین کلمہ میں یاء ہو تو وہ واؤ ہو جاتی ہے۔ جیسے طُوْبٰی، کُوْسٰی کہ اصل میں طُیْبٰی، کُیْسٰی تھے بخلاف فُعْلٰی صفت کے۔ اس کے عین کلمے کی یاء سلامت رکھتے ہیں اور ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں تا کہ یاء سلامت رہے جیسے مِشْیَةٌ حِیْکٰی اور قِسْمَةٌ ضِیْزٰی یہ اصل میں حُیْکٰی اور ضُیْزٰی تھے۔

اسی طرح فُعْلٌ فاء کے ضمہ اور عین کے سکون کے ساتھ جو اَفْعَلُ کی جمع ہے اس میں بھی یاء کو سلامت رکھتے ہیں اور ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں تا کہ یاء سلامت رہے۔ جیسے بِیْضٌ اور عِیْنٌ یہ اَبْیَضُ اور اَعْیَنُ کی جمع ہیں اور اصل میں بُیْضٌ اور عُیْنٌ تھے۔

٧۔ ہر واؤ اور یاء جو باب افتعال کے فاء کلمہ کی جگہ ہو جائز مشہور ہے کہ اس واؤ اور یاء کو تاء سے بدل دیں اور تاء کو تاء میں ادغام کر دیں یہ مشہور اور فصیح تر ہے۔ جیسے اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَاداً فَھُوَ مُتَّقِدٌ اور اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَاراً فَھُوَ مُتَّسِرٌ یہ اصل میں اِوْتَقَدَ یَوْتَقِدُ وِتِقَاداً فَھُوَ مُوْتَقِدٌ اور اِیْتَسَرَ یَیْتَسِرُ اِیْتِسَاراً فَھُوَ مُیْتَسِرٌ تھا۔

سوال۔ اِوْتَقَدَ میں مذکورہ قانون واؤ کو تاء سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے اور واؤ کا سکون اور ماقبل کا کسرہ واؤ کو یاء سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے اور دلائل میں اصل عمل دینا ہے نہ کہ چھوڑنا۔ پس چاہیے تھا کہ پہلے واؤ کو یاء سے بدلتے۔ اس کے بعد یاء کو تاء سے بدلتے تا کہ دونوں دلیلوں میں سے کسی پر بھی ترک عمل لازم نہ آتا جیسے یُدْعٰی میں کیا گیا ہے کہ اصل میں یُدْعَوُ تھا پہلے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں پھر یاء کو الف سے بدلتے ہیں تا کہ دونوں دلیلوں میں سے کسی پر عمل کا ترک

لازم نہ آئے۔

جواب۔ (۱) دونوں دلیلوں پر وہاں عمل کیا جاتا ہے جہاں دونوں برابر ہوں اور یہاں دونوں لیلیں آپس میں برابر نہیں ہیں۔ ایک قوی ہے دوسری کمزور ہے کیونکہ واؤ اور تاء کے درمیان قرب مخرج ہے اور یہ قرب واؤ کو تاء سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے اور ماقبل کا کسرہ واؤ کو یاء سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے لیکن ماقبل کا کسرہ ہمزہ وصلی کے گرنے کے احتمال کے سبب سے گر جانے کی جگہ پر ہے جس طرح تو کہتا ہے وَاتَّقَدَ فَاتَّقَدَ وَاتَّسَرَ فَاتَّسَرَ پس یہ خصوصاً تاء افتعال کے قرب کے مقابلے میں نہیں آسکتا۔

(۲) واؤ کو تاء سے بدلتے ہیں واؤ کے تاء کے ساتھ قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور یاء کو تاء سے بدلتے ہیں یاء کی واؤ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے پس اس باب میں واؤ کا تاء سے بدلنا اصل ہے اور یاء کا تاء سے بدلنا فرع ہے اور جب تک اصل پر عمل کرنا ممکن ہو فرع کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) اِوْتَقَدَ میں واؤ کو تاء سے بدلنے کا مقصد ادغام ہے اور اگر پہلے واؤ کو یاء سے بدلیں پھر یاء کو تاء سے بدلیں اور تاء کو تاء میں ادغام کریں تو یہ خلاف مقصود کثیر تبدیلیاں لازم آتی ہیں اور یہ جائز نہیں ہیں۔ بخلاف یُدْعٰی کے کہ اس میں واؤ کو یاء سے اور یاء کو الف سے بدلنے کا مقصد تخفیف ہے اسلیے اس میں زیادہ تبدیلیاں برداشت کی جاسکتی ہیں۔

(۴) اس جگہ دونوں دلیلوں پر عمل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں اسلیے ضرورت کے تحت مسافت کم کرتے ہوئے ابتداء سے واؤ کو تاء سے بدل دیتے ہیں اور یُدْعٰی میں فائدہ لکھنے میں ظاہر ہے کہ یہ الف چونکہ یاء سے بدلا ہوا ہے اس لیے یاء کی صورت میں لکھا گیا ہے۔

(۵) اگر اِوْتَقَدَ میں واؤ کو یاء سے بدلیں تو لگاتار کئی کسرات لازم آتے ہیں اور یہ جائز نہیں۔ پس واؤ کو ابتداء سے ہی تاء سے بدل دیتے ہیں۔

سوال۔ مِیْزَانٌ اور مِیْقَاتٌ میں بھی کئی کسرات لازم آتے ہیں پس چاہیے تھا کہ واؤ کو یاء سے

لتے؟

ب۔ اگر واؤ کو یاء سے نہ بدلتے تو کسرہ کا ضمہ کی طرف خروج لازم آتا کیونکہ واؤ کسرہ کے ضمہ کے قائم مقام ہے اور توالیٔ کسرات کسرہ کے ضمہ کی طرف خروج سے آسان ہیں اس لیے تو کسرات اختیار کیے گئے ہیں کیونکہ اصول ہے مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ وَنَهُمَا (جو دو مصیبتوں میں مبتلا کر دیا جائے تو ان میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کر ر) بخلاف اِوْتَقَدَ کے کہ اگر اس میں واؤ کو سلامت رکھیں تو کسرہ کا ضمہ کی طرف خروج لازم ہے اور اگر واؤ کو تاء سے بدل دیں تو توالیٔ کسرات لازم آتے ہیں اور یہ دونوں ممنوع ہیں اور واؤ کو تاء سے بدل دیں تو کوئی ممنوع چیز لازم نہیں آتی اس لیے واؤ کو تاء سے بدلنے کو اختیار تے ہیں۔

) اگر اِوْتَقَدَ میں پہلے واؤ کو یاء سے بدلیں اور یاء کو تاء سے بدلیں تو یہ جائز نہیں کیونکہ طرح یاء عارضی ہو جاتی ہے لازمی نہیں رہتی اور یاء عارضی کا تاء سے بدلنا جائز نہیں۔ پس اء سے ہی واؤ کو تاء سے بدل دیتے ہیں اسی لیے تو اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ میں یاء کو تاء سے نہیں لتے کیونکہ یاء لازمی نہیں بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ جو اصل میں تخَذَ یَیْتَخِذُ ہیں ان میں ادغام باوجود اس کے کہ یاء لازمی نہیں ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے ذ ہے۔

) اگر واؤ کو یاء کر دیں تو ایک ہی فعل کبھی یائی ہو جاتا ہے اور کبھی واوی یعنی فعل معروف ہو جاتا ہے جیسے اِیْتَقَدَ اور فعل مجہول واوی بن جاتا ہے جیسے اُوْتُقِدَ پس ابتداء سے ہی واؤ تاء سے بدل دیتے ہیں۔

حَمْدُ لِلّٰهِ وَمَا تَوَکَّلْتُ اِلَّا عَلَیْهِ

فصل سوم: اجوف کی تعلیل کے قوانین کے بیان میں

ہر واؤ اور یاء جو حرکت لازمی کے ساتھ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی فتحہ لازمی سے مفتوح

ہو واجب اور عام ہے کہ اس واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیں اگر موانع نہ ہوں جیسے قَالَ،
بَاعَ ، خَافَ ، ھَابَ ، طَالَ ، بَابٌ ، اور نَابٌ یہ اصل میں قَوَلَ، بَیَعَ،
خَوِفَ، ھَیِبَ ، طَوُلَ ، بَوَبٌ ، اور نَیَبٌ تھے موانع پانچ ہیں۔

پہلا مانع:۔

تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس آنا جیسے دَعَوَا اور رَمَیَا ان میں واؤ اور یاء کو سلامت رکھتے ہیں کیونکہ اگر تعلیل کریں تو تثنیہ کا واحد فعل کے ساتھ التباس آتا ہے۔

سوال۔ یَرْضَیَانِ اور یَخْشَیَانِ میں واحد فعل کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ یہ تعلیل کے بعد یَرْضَانِ اور یَخْشَانِ بن جاتے ہیں تعلیل کیوں نہیں کرتے ؟

جواب۔ حالت نصبی میں تثنیہ فعل کا واحد فعل کے ساتھ التباس آتا ہے کیونکہ حالت نصبی میں نون تثنیہ گر جاتا ہے لَنْ یَرْضَا اور لَنْ یَخْشَا بن جاتے ہیں۔

سوال۔ اِرْضَیَا اور اِخْشَیَا میں واحد فعل کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ تعلیل کے بعد اِرْضَا اور اِخْشَا رہ جاتے ہیں تعلیل کیوں نہیں کرتے ؟

جواب۔ یہ دونوں تَرْضَیَانِ اور تَخْشَیَانِ پر محمول ہیں کیونکہ فعل امر فعل مضارع سے لیا گیا ہوتا ہے۔

سوال۔ عَصَوَانِ اور رَحَیَانِ میں واحد کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ تعلیل کے بعد عَصَانِ اور رَحَانِ رہ جاتے ہیں تعلیل کیوں نہیں کرتے ؟

جواب۔ حالت اضافت میں تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس آتا ہے کیونکہ حالت اضافت میں نون تثنیہ گر جاتا ہے۔ عَصَاكَ ، رَحَاكَ رہ جاتے ہیں۔

سوال۔ قَالَ اور بَاعَ میں بھی واوی کا یائی کے ساتھ اور یائی کا واوی کے ساتھ التباس آتا ہے کیونکہ قَالَ قَیْلُوْلَۃٌ سے اور بَاعَ بُوْعٌ سے مشتق ہے اور قَیْلُوْلَۃٌ کا معنی ہے دوپہر کو سونا اور بُوْعٌ کا معنی ہے لمبے لمبے قدم اٹھانا پس چاہیے تو تھا کہ ان میں سے کسی ایک میں تعلیل نہ

کرتے تاکہ ایک کا دوسرے کے ساتھ التباس نہ آتا؟

جواب۔(۱) التباس کی اتنی مقدار برداشت ہو سکتی ہے لہذا سوال وارد نہیں ہوتا۔

(۲) قَالَ اور بَاعَ میں تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس نہیں آتا اور تعلیل سے مانع تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس کا آنا ہے جس طرح ذکر کیا گیا ہے اور واوی کا یائی کے ساتھ التباس ان کے مضارع سے زائل ہو جاتا ہے۔ جیسے یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ کیونکہ معتل عین واوی بـاب ضَرَبَ سے اور معتل عین یائی باب نَصَرَ سے نہیں آتے۔

(۳) یہ التباس نہیں اشتراک ہے اور اشتراک جائز ہوتا ہے اور التباس ممنوع ہوتا ہے کیونکہ التباس وہ ہوتا ہے جو تعلیل کرنے والے کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ کلمہ وضع کرنے والے کی طرف سے ہے نہ کہ تعلیل کرنے والے کی طرف سے۔

مانع دوم:۔

لام کلمے کی تعلیل عین کلمے کی تعلیل کے مانع ہے تاکہ اس ایک کلمے میں دو تعلیلیں لازم نہ آئیں جیسے طَـوٰی ؛ قَوِیَ اصل میں طَـوَیَ ، قَـوِوَ تھے یا کسی دوسرے کلمے میں دو تعلیلیں لازم نہ آئیں جیسے حَیِـیَ کہ اس میں عین کلمے کی تعلیل یَـحْـیٰـی میں دو تعلیلیں جمع ہونے کا سبب بنتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حَیِـیَ میں یاء الف نہیں ہوئی تاکہ دوسرے کلمات کی اصل پر دلالت کرے اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ باب لفیف مقرون کا حکم مختلف نہ ہو جائے یعنی جس طرح طَوٰی اور قَوِیَ میں الف نہیں ہوئی دو تعلیلوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اس طرح حَیِیَ میں الف نہیں ہوئی تاکہ باب کا حکم مختلف نہ ہو جائے اور طَوَیَا اور قَوَیَا میں الف نہیں ہوئی باوجود اس کے کہ لام کلمے میں تعلیل نہیں ہوئی کیونکہ یہ طَوٰی اور قَوِیَ پر محمول ہیں۔

سوال۔ طَوٰی اور قَوِیَ میں عین کلمے میں تعلیل کیوں نہیں کرتے اور لام کلمے کو سلامت کیوں نہیں رکھتے تاکہ دو تعلیلیں جمع نہ ہوں؟

جواب۔(۱) لام کلمے کی تعلیل عین کلمے کی تعلیل سے پہلے ہے کیونکہ لام کلمہ تعلیل و

تبدیلی کا محل ہے اسی لیے تو اعراب کلمے کے آخر میں تبدیل ہوتا ہے۔ درمیان میں نہیں ہوتا لہذا تعلیل بھی آخر میں ہی کرتے ہیں۔

(۲) تاکہ ان کے مضارع میں یاء پر ضمہ لازم نہ آئے۔

(۳) اگر عین کلمے کو الف سے بدل دیں اور لام کلمے کو سلامت رکھیں تو آخر کلمے میں حرف علت اور اس کا ماقبل الف ہوتا ہے اور ایسا کلمہ عربی کلام میں نہیں پایا گیا۔

(۴) اگر عین کلمے مین تعلیل کریں اور لام کلمے کو سلامت رکھیں تو طَایَ بن جاتا ہے تو اس سے باب ضَرَبَ یَضْرِبُ کا باب سَمِعَ یَسْمَعُ کے ساتھ التباس آتا ہے۔

مانع سوم:۔

حرف ساکن کا واؤ اور یاء کے بعد واقع ہونا تعلیل سے مانع ہے۔ جیسے جَوَادٌ، طَوِیْلٌ اور عُیُوْنٌ۔ بعض پہلے مانع کو ذکر نہیں کرتے کیونکہ وہ اس مانع میں داخل ہے کیونکہ دَعَوَا اور رَمَیَا میں واؤ اور یاء کے بعد حرف ساکن واقع ہے۔ لیکن محققین ذکر کرتے ہیں کہ یہ مانع (سوم) اسی جگہ ہوتا ہے جہاں حرف ساکن اسی کلمے میں ہو جس میں واؤ اور یاء ہیں اور دَعَوَا اور رَمَیَا میں حرف ساکن جو الف ضمیر ہے یہ حقیقت میں دوسرا کلمہ ہے اگرچہ فعل فاعل کے ساتھ مل کر ایک ہی کلمے کے حکم میں ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان دونوں (دَعَوَا اور رَمَیَا) میں ابدال کا نہ ہونا تثنیہ کے واحد کے ساتھ التباس کی وجہ سے ہے اس (تیسرے) مانع کی وجہ سے نہیں۔

سوال۔ تَخْشَیْنَ جو اصل میں تَخْشَیِیْنَ تھا کیوں یاء کو الف سے بدلتے ہیں اور اس کے بعد اس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ یاء متحرک کے بعد حرف ساکن ہے اسی طرح دَعَتْ اور رَمَتْ جو اصل میں دَعَوَتْ اور رَمَیَتْ ہیں میں واؤ اور یاء کو کیوں الف سے بدلتے ہیں اور اس الف کو کیوں اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرتے ہیں باوجود واؤ اور یاء کے بعد حرف ساکن کے؟

جواب۔ (۱) ان الفاظ میں حرف ساکن کا ماننا ابدال کے بعد ہے۔

(۲) اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ یہ مانع اس جگہ ہے جہاں حرف ساکن اسی کلمے میں ہو جس میں واؤ اور یاء ہیں اور تَخْشَيْنَ میں حرف ساکن جو یاء ضمیر ہے حقیقت میں دوسرا کلمہ ہے۔ اگر چہ فعل فاعل کے ساتھ مل کر ایک ہی کلمے کے حکم میں ہوتے ہیں اور اس میں غور وفکر کی گنجائش ہے کیونکہ دَعَوَا اور رَمَيَا میں بھی حرف ساکن حقیقت مین دوسرا کلمہ ہے۔ تو پھر واؤ اور یاء کو کیوں نہیں بدلتے؟

جواب۔ ان دونوں (دَعَوَا اور رَمَيَا) میں تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس مانع تعلیل ہے بخلاف تَخْشَيْنَ، دَعَتْ اور رَمَتْ کے۔

مانع چہارم:۔

کلمے کا کسی دوسرے ایسے کلمے کے معنی میں ہونا جس میں تعلیل کی علت موجود نہیں مانع تعلیل ہے جیسے عَوِرَ، صَيِدَ یہ اِعْوَرَّ اور اِصْيَدَّ یا اِعْوَارَّ اور اِصْيَادَّ کے معنی میں ہیں۔ کیونکہ ہر وہ فعل جس میں رنگ یا عیب کے معنی ہوں اس کا حق ہے کہ وہ باب اِفْعِلَال اور اِفْعِيلَال پر آئے۔ پس اگر ان دو بابوں کے علاوہ کسی اور باب پر آئے تو کہا جائے گا کہ وہ ان دو بابوں کے معنی میں ہے۔

اسی طرح اِزْدَوَجُوْا اور اِجْتَوَرُوْا یہ تَزَاوَجُوْا اور تَجَاوَرُوْا کے معنی میں ہیں۔ کیونکہ ان میں باہم شریک ہونے کے معانی ہیں اِزْدِوَاجٌ کا معنی ہے ایک کا دوسرے سے ملکر جوڑا بننا یہ ہی تَزَاوُج کا معنی ہے اور اِجْتِوَارٌ کا معنی ہے ایک دوسرے کا ہمسایہ ہونا یہ ہی تَجَاوُرَ کا معنی ہے اور باب اِفْتِعَال مشارکت کا معنی دینے کیلئے نہیں بنایا گیا پس یہ باب تَفَاعُل کے معنی میں ہونگے جو مشارکت کا معنی دینے کیلئے بنایا گیا ہے۔

سوال۔ زَارَ اِزْوَرَّ اور اِزْوَارَّ کے معنی میں آیا ہے پس چاہیے تھا کہ اس میں واؤ سلامت رکھتے جس طرح اِزْوَرَّ اور اِزْوَارَّ میں سلامت ہے؟

جواب:۔ مثال کو مثال پر قیاس کرنا کمزور دلیل ہے پس اسے اس پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

مانع پنجم:۔

کلمے کا اضطراب وحرکت پر دلالت کرنا مانع تعلیل ہے تا کہ لفظی حرکت معنوی حرکت پر دلالت کرے۔ اور یہ اس کلمہ میں ہوتا ہے جو فَعَلَانٌ اور فَعَلٰی عین کے فتح کے ساتھ، کے وزن پر ہوتا ہے۔ جیسے جَوَلَانٌ، دَوَرَانٌ، حَيَوَانٌ، سَيَلَانٌ، صَوَرٰی اور حَيَدٰی، اور مَوَتَانٌ میں تعلیل کی علت ہونے کے باوجود اس کا صحیح رکھنا اسلیے ہے کہ یہ حَيَوَانٌ پر محمول ہے جو اس کی نقیض ہے اور یہ تعلیل ناقص میں بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ دَعَا، رَمٰی، عَصَا اور هَدٰی میں ہے کہ یہ اصل میں دَعَوَ، رَمَيَ، عَصَوَ اور هَدَيَ تھے حَوَبَةٌ اور جَيَلٌ میں واؤ اور یاء کو الف سے نہیں بدلتے کیونکہ واؤ اور یاء کی حرکت عارضی ہے لازمی نہیں کیونکہ یہ اصل میں حَوْأَبَةٌ اور جَيْأَلٌ تھے۔ ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور ہمزہ کو حذف کر دیا تو یہ حَوَبَةٌ اور جَيَلٌ بن گیا اسی طرح اِخْشَيَنَّ میں یاء کو الف سے نہیں بدلتے کیونکہ یاء کی حرکت عارضی ہے۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

اسی طرح دَعَوُا اللّٰهَ، وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ میں واؤ کو الف سے نہیں بدلتے کیونکہ اس کی حرکت عارضی ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح وَوَرَثَةٌ اور وَوَقَاهُمُ اللّٰهُ میں واؤ کو الف سے نہیں بدلتے کیونکہ واؤ کی ماقبل حرکت عارضی ہے جو حرف عطف کے آنے کی وجہ سے آئی ہے یا اسلیے کہ ماقبل کا فتحہ دوسرے کلمے میں ہے اسی طرح تَوَفِّیْ اور یَتَوَفّٰی کا فتحہ ہے۔

قَوَدٌ، غَيَبٌ اور خَوَنَةٌ کو تعلیل کی علت موجود ہونے کے باوجود صحیح رکھنا شاذ ہے جس طرح یَاجَلُ اور یَاأَسُ جو اصل میں یَوْجَلُ اور یَيْأَسُ تھے میں تعلیل کی علت نہ ہونے کے باوجود تعلیل کرنا شاذ ہے۔ لیکن قَوَدٌ، غَيَبٌ اور خَوَنَةٌ کا صحیح رکھنا واجب ہے اور یَاجَلُ اور یَاأَسُ کی تعلیل جائز ہے۔

سوال۔ قَوْلَ میں واؤ اور بَیْعَ میں یاء متحرک ہیں اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور بدل کو مبدل منہ کی جنس سے ہونا چاہیے پس حرف متحرک کو الف ساکن سے کیوں بدلتے ہیں؟

جواب۔ محققین کہتے ہیں کہ جب واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا چاہتے ہیں تو پہلے ساکن کرتے ہیں اس کے بعد بدلتے ہیں۔

سوال۔ لَیْسَ اصل میں لَیِسَ ، فَعِلَ کے وزن پر تھا اس میں یاء متحرک اس کا ماقبل مفتوح ہے اور تمام موانع سے خالی ہے یاء کو ساکن کیوں کرتے ہیں اور الف سے کیوں نہیں بدلتے؟

جواب۔ تاکہ یہ دلالت کرے اپنے جامد ہونے اور حدث و زمان پر دلالت نہ کرنے اور اپنے معنی پر دلالت نہ کرنے کے حق میں حرف کے ساتھ مشابہت کے غلبہ پر۔

یاد رکھ ہر الف جو ناقص میں واؤ سے بدلا ہو جیسے دَعَا اسے اس کی اپنی صورت میں لکھتے ہیں اور ہر الف جو یاء سے بدلا ہوتا ہے جیسے رَمٰی اس کو یاء کی صورت میں لکھتے ہیں اور اس یاء میں نقطے دینا محض غلطی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

۲۔ ہر واؤ اور یاء جو عین کلمے میں مفتوح ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو واجب ہے کہ عین کلمے کے فتح کو نقل کر کے ماقبل کو دیں اور اس واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیں اگر کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے یُقَالُ، یُبَاعُ، یَخَافُ، یَهَابُ، اَغَاثَ، اِسْتَغَاثَ، مَقَالُ اور مِرَاحُ یہ اصل میں یُقْوَلُ، یُبْیَعُ، یَخْوَفُ، یَهْیَبُ، اَغْوَثَ، اِسْتَغْوَثَ، مَقْوَلُ اور مِرْوَحُ تھے موانع چار ہیں۔

مانع اوّل:۔

واؤ اور یاء کے بعد حرف ساکن کا واقع ہونا خواہ تحقیقاً ہو جیسے مِقْوَالٌ اور مِخْیَاطٌ خواہ تقدیراً ہو جیسے مِقْوَلٌ اور مِخْیَطٌ الف کو تخفیفاً حذف کر دیتے ہیں جس طرح هُدَبِطٌ اور عُلَبِطٌ میں کرتے ہیں۔ یہ اصل میں هُدَابِطٌ اور عُلَابِطٌ تھے اور یُقُلْنَ اور لَمْ یُقَلْ مضارع مجهول جو اصل میں یُقْوَلْنَ اور لَمْ یُقْوَلْ تھے تعلیل ہوئی ہے اگرچہ واؤ کے بعد حرف

ساکن ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ لام کلمے کا سکون عارضی ہے۔ لازمی نہیں ہے اور اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ جو اصل میں اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ تھے میں واؤ کے بعد حرف ساکن کے واقع ہونے کے باوجود تعلیل ہوئی ہے فعل کی موافقت کی وجہ سے۔

مانع دوم:۔

لام کلمے کی تعلیل عین کلمے کی تعلیل کے مانع ہے تاکہ لگاتار کئی تعلیلیں لازم نہ آئیں۔ جیسے یُطْوٰی اور یُرْوٰی یہ مضارع مجھول ہیں۔

سوال۔ یُدْعٰی میں پہلے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں پھر یاء کو الف سے بدلتے ہیں یہ دو تعلیلوں کا اجتماع ہے اسی طرح یَقِیْ اصل میں یَوْقِیُ تھا واؤ کو حذف کرتے ہیں اور یاء کو ساکن کرتے ہیں۔

اسی طرح قِ اصل میں اِوْقِیْ تھا واؤ کو حذف کرتے ہیں تَقِیْ کی موافقت سے اور یاء کو حذف کرتے ہیں وقف کی وجہ سے اور ہمزہ کو حذف کرتے ہیں ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے، اسی طرح اُوَیْصِلٌ جو وَاصِلٌ کی تصغیر ہے یہ اصل میں وُوَیْصِلٌ تھا پہلی واؤ کو ہمزہ سے بدلتے ہیں اور دوسری واؤ پہلے ہی الف زائدہ سے بدلی ہوتی ہے۔

جواب۔ دو تعلیلوں کا مطلق جمع ہونا ممتنع نہیں بلکہ ان دو اصلی حرفوں میں جمع ہونا ممتنع ہے جن کے درمیان حرف اصلی فاصل نہ ہو بخلاف یُدْعٰی کے اس میں دو تعلیلیں ایک ہی حرف میں جمع ہیں بخلاف یَقِیْ اور قِ کے کہ ان میں اعلال ان دو حرفوں میں ہے جن کے درمیان حرف اصلی فاصل ہے۔ بخلاف اُوَیْصِلٌ اس میں بھی دو اعلال جمع ہیں لیکن ایک حرف اصلی اور دوسرا حرف زائد میں۔

سوال۔ اِسْتَحٰی جو بنی تمیم کے قول کے مطابق اِسْتَحْیَیَ تھا اس میں آخری یاء کو الف سے بدلتے ہیں۔ اس کے بعد پہلی یاء کی حرکت ماقبل کی طرف نقل کر کے اس کو بھی الف سے بدل دیتے ہیں اور ایک الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیتے ہیں اور یہ دو اصلی حرفوں میں دو

تعلیلوں کا جمع ہونا ہے۔ جن کے درمیان حرف اصلی فاصل نہیں ہے۔

جواب۔ اس میں دو تعلیلوں کا جمع ہونا شاذ ہے۔

مانع سوم:۔

کلمہ کا فعل تعجب ہونا جیسے مَا اَقْوَلَهٗ اور مَا اَبْيَعَهٗ یا اسم تفضیل ہونا جیسے اَنْوَرُ اور اَزْيَنُ یا افعل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہونا۔ جیسے اَسْوَدُ اور اَبْيَضُ تعلیل سے مانع ہے۔

مانع چہارم:۔

کلمہ کا ملحق بر باعی ہونا تعلیل سے مانع ہے جیسے جَهْوَرٌ ، شَرْيَفٌ ، خَلْوَةٌ اور حِلْيَةٌ میں بھی تعلیل نہیں کرتے کیونکہ واؤ اور یا عین کلمے کی جگہ نہیں ہے۔

اِسْتَحْوَذَ ، اِسْتَصْوَبَ ، اَخْيَلَتْ ، اور اَغْيَلَتْ کو تعلیل کی علت موجود ہونے کے باوجود صحیح رکھنا شاذ ہے یا اس لیے کہ یہ اپنے اخوات کی اصل پر دلالت کریں۔

۳۔ ہر وہ واؤ اور یاء جو باب اِفْعَال اور اِسْتِفْعَال کے عین کلمے کی جگہ ہو اسکو ماضی کی موافقت سے الف سے بدل دیتے ہیں اور الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں اور اس کے عوض کلمے کے آخر میں تاء لگا دیتے ہیں۔ جیسے اِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ اصل میں اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ تھا سیبویہ کے نزدیک یہاں عوض کا ترک کرنا بھی جائز ہے اور فراء کے نزدیک عوض کا ترک کرنا جائز نہیں ہے مگر جب کلمہ مضاف ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ۔

۴۔ ہر وہ واؤ اور یاء جو اسم فاعل کے الف کے بعد واقع ہوں اور وہ واؤ اور یاء ماضی میں الف سے بدل چکے ہوں تو واجب ہے کہ اسم فاعل میں انہیں ہمزہ سے بدل دیں جیسے قَائِلٌ ، بَائِعٌ یہ اصل میں قَاوِلٌ اور بَايِعٌ تھے اور عَاوِرٌ اور صَايِدٌ میں واؤ اور یاء کو ہمزہ سے نہیں بدلتے کیونکہ یہ ماضی عَوِرَ اور صَيِدَ میں الف سے نہیں بدلے۔

اسی طرح مُقَاوِمٌ، مُقَاوِلٌ، مُبَايِعٌ، مُعَايِنٌ اور مُبَايِنٌ میں واؤ اور یاء ہمزہ سے نہیں بدلے کیونکہ یہ ماضی قَاوَمَ، قَاوَلَ، بَايَعَ، عَايَنَ اور بَايَنَ میں الف سے نہیں بدلے اور اسی طرح طَاوٍ اور رَاوٍ میں واؤ ہمزہ سے نہیں بدلی کیونکہ یہ طَوٰی اور رَوٰی میں الف سے نہیں بدلا۔

۵۔ ہر اجوف واوی کا مصدر جس کا فاء کلمہ مکسور ہو اور اس کے فعل میں تعلیل ہو چکی ہو تو واجب ہے کہ اس واؤ کو ماقبل کے کسرہ اور فعل کی موافقت سے یاء سے بدل دیں جیسے قَامَ، قِيَاماً اور صَامَ، صِيَاماً یہ اصل میں (قَوَمَ) قِوَاماً اور (صَوَمَ) صِوَاماً تھے اور قَالَ قَوْلاً اور صَامَ، صَوْماً میں واؤ یاء نہیں ہوئی کیونکہ مصدر کا فاء کلمہ مکسور نہیں ہے۔

قَاوَمَ، قِوَاماً اور جَاوَزَ، جِوَازاً میں واؤ یاء نہیں ہوئی کیونکہ اس کے فعل میں تعلیل نہیں ہوئی حَالَ، حِوَلاً کو فاء کلمے کے مکسور ہونے اور فعل میں تعلیل کے باوجود صحیح رکھنا شاذ ہے۔

بعض کہتے ہیں حِوَلاً کو صحیح رکھنا قاعدہ کے مطابق ہے۔ کیونکہ اگر اس میں واؤ کو یاء سے بدلیں تو اس کا حِيَلٌ جو حِيْلَةٌ کی جمع ہے کے ساتھ التباس آتا ہے اور التباس مانع تعلیل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس تعلیل کیلئے واؤ کے بعد الف کا ہونا شرط ہے اور یہ قول زمخشری کا اختیار کردہ ہے۔ اسلئے حِوَلاً میں سوال وارد نہیں ہوتا۔

لیکن قِيَماً جو اصل میں قِوَماً تھا اس میں سوال وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں تعلیل ہوئی ہے اور واؤ کے بعد الف بھی نہیں ہے اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ واؤ کے بعد الف کا ہونا ضروری ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً اور یہاں تقدیراً الف ہے کیونکہ یہ اصل میں قِوَاماً تھا بعد میں قصر کرتے ہیں (اور الف حذف کر دیتے ہیں)

۶۔ ہر وہ جمع جو اجوف واوی سے فاء کلمے کے کسرہ کے ساتھ ہو اور اس کے واحد میں تعلیل ہو چکی ہو تو اس میں فاء کلمے کے کسرہ اور واحد کی موافقت سے واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے

جِیَادٌ، جَیِّدٌ کی جمع دِیَارٌ، دَارٌ کی جمع رِیَاحٌ، رِیْحٌ کی جمع یہ اصل میں جِوَادٌ
دِوَارٌ اور رِوَاحٌ تھے واؤ کو ماقبل کسرہ اور واحد کی موافقت سے یاء سے بدل دیتے ہیں۔ کیونکہ
جَیِّدٌ، دَارٌ اور رِیْحٌ اصل میں جَیْوِدٌ، دَوَرٌ اور رِوْحٌ تھے۔

نِوَاءٌ جو نَاوٍ کی جمع ہے میں واؤ یاء سے نہیں بدلی کیونکہ وہ واحد (نَاوٍ) میں سلامت ہے اور رِوَاءٌ جو رَیَّانٌ کی جمع ہے میں واؤ یاء سے نہیں بدلی حالانکہ اس کا ماقبل مکسور بھی ہے او واحد میں تعلیل بھی ہوئی ہے کیونکہ اس میں ہمزہ یاء سے بدلا ہوا ہے۔ یہ اصل میں رِوَایٌ تھا پر اگر واؤ کو یاء سے بدلیں تو توالیٔ اعلالین لازم آتے ہیں کیونکہ الف فاصل مردہ کے حکم میں ہے او اس کا وجود نہ ہونے کے حکم میں ہے اور طِیَالٌ جو طَوِیْلٌ کی جمع ہے میں واحد میں واؤ کے سلامت ہونے کے باوجود تعلیل کرنا شاذ ہے۔

اور جو کوئی مصدر کی تعلیل میں واؤ کے بعد الف کی شرط لگاتا ہے اور جمع کی تعلیل میں بھ یہ شرط لگاتا ہے۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ تِیَرٌ جو تَارَۃٌ کی جمع ہے اور دِیَمٌ جو دِیْمَۃٌ کی جم ہے یہ اصل میں تِوَرٌ اور دِوَمٌ تھے ان میں تعلیل ہوتی ہے جبکہ واؤ کے بعد الف نہیں ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے کہ یہ قلیل ہے۔

۷۔ ہر وہ واؤ جو واحد میں ساکن ہو اور جمع میں کسرہ اور الف کے درمیان واقع ہو یاء ہو جاتی ہے۔ جیسے حَوْضٌ، حِیَاضٌ، رَوْضٌ، رِیَاضٌ یہ اصل میں حِوَاضٌ اور رِوَاضٌ تھے اور طِوَالٌ جو طُوْلٌ کی جمع ہے میں واؤ یاء نہیں ہوئی کیونکہ اس کے واحد میں وا ساکن نہیں ہے۔ جِیَادٌ جو جَوَادٌ کی جمع ہے اور اصل میں جِوَادٌ تھا واحد میں واؤ ساکن نہ ہونے کی باوجود اس کی تعلیل کا سبب یہ ہے کہ الف کا ماقبل نہیں ہوتا مگر مفتوح پس یہ فتح الف کا جز ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ پس (واحد) میں واؤ کا فتحہ سکون کے حکم میں ہے۔ عِوَدَۃٌ تو عُوْدٌ کی جمع ہے اور کِوَزَۃٌ جو کُوْزٌ کی جمع ہے میں واؤ یاء نہیں ہوئی اس لیے کہ واؤ کے بعد الف نہیں ہے۔ ثِیَرَۃٌ جو ثَوْرٌ کی جمع ہے میں تعلیل کرنا شاذ ہے یا اسلئے کہ ثِیَرَۃٌ ثِیَارَۃٌ سے

مقصور ہے (یعنی ثیارۃ کے الف میں قصر کی گئی ہے) جس طرح هُدَبِطٌ اور عُلَبِطٌ جو اصل میں هُدَابِطٌ اور عُلَابِطٌ تھے میں الف کو حذف کر دیتے ہیں تخفیف کی وجہ سے۔

۸۔ ہر واؤ اور یاء جو مکسور ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو ان پر کسرہ دشوار سمجھتے ہیں۔ واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں۔ واؤ ساکن ماقبل کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل جاتی ہے۔ اور یاء سلامت رہتی ہے۔ جیسے قِيلَ اور بِيْعَ اصل میں قُوِلَ اور بُيِعَ تھے اور بعض ضمہ میں اشمام کرتے ہیں۔ یعنی ضمہ کو کسرہ کی بو دے کو پڑھتے ہیں لیکن حرکت نقل کر کے واؤ اور یاء کو ساکن کرنا مشہور اور زیادہ فصیح ہے۔

اسی طرح اُغِيثَ، اُسْتُغِيثَ، مُغِيثٌ، مُسْتَغِيثٌ اصل میں اُغْوِثَ، اُسْتُغْوِثَ، مُغْوِثٌ، اور مُسْتَغْوِثٌ تھے ان میں بھی واؤ پر کسرہ دشوار ہے نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں۔ اور واؤ ماقبل کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل جاتی ہے۔ اُخْتِيْرَ اور اُنْقِيْذَ میں بھی یہ تینوں وجہیں جائز ہیں بخلاف اُقِيْمَ اور اُسْتُقِيْمَ کے کہ ان میں پہلی صورت کے علاوہ کوئی صورت جائز نہیں کیونکہ ان میں واؤ کا ماقبل ساکن ہے مضموم نہیں ہے۔

سوال۔ طَوِيَ اور رَوِيَ میں تعلیل کیوں نہیں کرتے جبکہ مذکورہ قانون موجود ہے؟

جواب۔ اس لیے کہ اگر ان میں تعلیل کریں تو ان کے مضارع يَطْوِيْ اور يَرْوِيْ میں دو تعلیلیں جمع ہو جاتی ہے بعض شارحین جواب دیتے ہیں کہ اگر انکے کسرہ کو نقل کر کے ماقبل کر دیں تو واؤ یاء بن جاتی ہیں اور توالئ کسرات لازم آتے ہیں اور وہ ثقل کا موجب ہیں جبکہ تعلیل تخفیف کیلئے ہوتی ہے اور اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے کیونکہ توالئ کسرات آسان ہیں ضمہ کے کسرہ کی طرف خروج سے اسی لیے ہم نے قِيْلَ اور بِيْعَ میں ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج کے مقابلے میں توالئ کسرات اختیار کیے ہیں۔

۹۔ ہر ماضی اجوف جس کا عین کلمہ مفتوح ہو اور اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو اگر وہ وادی ہو تو عین کلمہ کے فتحہ کو ضمہ سے بدل دیتے ہیں اور اگر وہ یائی ہو تو فتحہ کسرہ سے بدل

دیتے ہیں پھر اس ضمہ اور کسرہ کو نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں اور واؤ اور یاء اجتماع ساکنین سے حذف ہو جاتے ہیں جیسے قُلْتُ اور بِعْتَ اور ان دونوں کے اخوات یہ اصل میں قَوَلْتُ اور بَيَعْتَ تھے یہ قول اکثر صرفیوں کا ہے اور زمخشری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

سوال۔ اس فتحہ کو واوی میں ضمہ سے اور یائی میں کسرہ سے کیوں بدلتے ہیں؟

جواب۔ کیونکہ واؤ اور یاء متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ الف سے بدل جائیں اور یہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے چاہتا ہے کہ گر جائے۔ لہذا واؤ اور یاء کے حذف پر کوئی دلیل نہیں رہتی کیونکہ واؤ کا ماقبل ضمہ اور یاء کا ماقبل کسرہ نہیں ہے۔ پس واوی میں ضمہ اور یائی میں کسرہ لے آتے ہیں تا کہ واؤ اور یاء کے حذف پر دلیل بن جائیں اور واوی یائی کے اور یائی واوی کے مشابہ نہ ہو جائے۔

سوال۔ قُلْتُ اور بِعْتَ میں واؤ اور یاء نہیں چاہتے کہ الف سے بدل جائیں کیونکہ واؤ اور یاء کے بعد حرف ساکن کا واقع ہونا مانع تعلیل ہے؟

جواب۔ یہ سکون عارضی ہے لازمی نہیں کیونکہ ضمیر کے ملنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

سوال۔ واوی میں ضمہ اور یائی میں کسرہ دینے کے بعد بھی واؤ اور یاء متحرک ہوئے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ الف سے بدل جائیں اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرنا چاہتا ہے اور واؤ اور یاء کے حذف پر کوئی دلیل نہیں رہتی پس ضمہ اور کسرہ دینے میں کیا فائدہ ہے؟

جواب۔ ہم نہیں مانتے کہ واؤ اور یاء الف سے بدلنا چاہتے ہیں کیونکہ اس تعلیل کیلئے شرط یہ ہے کہ واؤ اور یاء حرکت لازمی سے متحرک ہوں اور یہ ضمہ اور کسرہ عارضی ہیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ حرکت لازمی ثقیل ہوتی ہے اور حرکت عارضی ثقیل نہیں ہوتی اور ابدال ثقل کی وجہ سے ہوتا ہے خفت کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

سوال۔ جب یہ ضمہ اور کسرہ عارضی ہیں ثقیل نہیں ہیں تو ماقبل کی طرف نقل کس لیے کرتے ہیں؟

جواب۔ حرکت کے نقل کرنے کیلئے شرط صرف واؤ اور یاء پر حرکت کا ثبوت ہے خواہ حرکت لازمی ہو یا عارضی ہو۔ بخلاف ابدال کے کہ اس کیلئے واؤ اور یاء پر لازمی حرکت کا ثبوت شرط ہے کیونکہ نقل کرنا ابدال سے آسان ترین ہے۔

سوال۔ خِفْتُ جو اصل میں خَوِفْتُ ہے عین کلمے کے کسرہ کو کیوں ضمہ سے نہیں بدلتے تا کہ یہ واؤ کے حذف پر دلیل بن جائے اور بنائے واوی بنائے یائی کے مشابہ نہ ہو جائے؟

جواب۔ اس جگہ کسرہ کو ضمہ سے نہیں بدلتے باب کی رعایت کی وجہ سے کیونکہ اصل رعایت باب کی ہے۔ کیونکہ باب کی رعایت معنی سے تعلق رکھتی ہے اور واوی اور یائی کی رعایت لفظ سے تعلق رکھتی ہے اور معنی کی رعایت لفظ کی رعایت سے اہم ہے۔ پس واوی کا یائی کے ساتھ التباس آسان ہے باب کے باب کے ساتھ مشابہ ہونے سے۔

سوال۔ چاہیے تھا کہ باب کی رعایت قُلْتُ اور بِعْتُ میں کرتے اور واوی کی رعایت خِفْتَ میں کرتے کیونکہ خِفْتُ میں ضمہ دینے سے کسی دوسرے باب کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ اس کا مضارع یَخَافُ آتا ہے پس معلوم ہو گیا کہ اس کی ماضی مکسور العین ہے نہ مضموم العین اور نہ ہی مفتوح العین ہے۔ کیونکہ باب فَعُلَ یَفْعَلُ ماضی مضموم اور مضارع مفتوح العین عربی زبان میں ہی نہیں آتا مگر بہت کم۔ جیسے کُدْتَ تَكَادُ اور باب فَعَلَ يَفْعَلُ ماضی اور مضارع مفتوح العین اجوف میں نہیں آتا بخلاف قُلْتُ کے کہ عین کلمے کو ضمہ دینے سے اس کا باب فَعَلَ يَفْعُلُ ماضی اور مضارع مضموم العین سے التباس آتا ہے اور باب فَعَلَ يَفْعُلُ عربی کلام میں بھی مشہور ہے اور اجوف میں بھی آتا ہے جیسے طَالَ يَطُوْلُ طُوْلاً فَهُوَ طَوِيْلٌ اور جَادَ يَجُوْدُ جُوْداً فَهُوَ جَوَادٌ۔

جواب۔ خِفْتُ میں حرکت کو نقل کرنے کے ساتھ باب کی رعایت ممکن ہے اس وجہ سے کہ فاء کلمہ کی حرکت عین کلمہ کی حرکت کی طرح نہیں ہے اور قُلْتُ میں ممکن نہیں۔ کیونکہ فاء کلمے کی حرکت عین کلمے کی حرکت کی طرح ہے پس اگر (قُلْتُ) میں حرکت نقل کریں تو مفتوح کو فتح دینا

لازم آتا ہے پس ضرورت کے تحت واوی کی رعایت کی تا کہ اَهَمُّ اور مُهَمُّ دونوں فوت نہ ہو جائیں (اَهَمُّ معنی کی رعایت مُهَمُّ باب کی رعایت) اور یہ جواب کمزور ہے کیونکہ معترض کو حق پہنچتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ قُلْتُ میں باب کی رعایت واؤ کو الف سے بدلنے اور الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرانے سے ممکن ہے بلکہ صحیح ترین جواب یہ ہے کہ ہم کہیں کہ خِفْتُ میں باب کی رعایت حرکت نقل کرنے کے ساتھ ممکن ہے کیونکہ نقل کرنے کے بعد فاء کلمے کا کسرہ باب پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ کوئی ماضی فاء کلمے کے کسرہ کے ساتھ نہیں آتی۔ پس قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ کسرہ عین کلمے سے نقل کیا گیا ہے۔ بخلاف قُلْتُ میں فاء کلمے کے فتحہ کے کہ اس کی باب پر کوئی دلالت نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ یہ فاء کلمے کا فتحہ اصلی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ فتحہ عین کلمے سے نقل کیا گیا ہو۔ پس قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ یہ فتحہ عین کلمے سے نقل کیا گیا ہے۔

پس ضرورت کے تحت واوی کی رعایت کی تا کہ اهم اور مهم دونوں فوت نہ ہو جائیں پس قُلْتُ اور بِعْتُ میں عین کلمے کی حرکت نقل کرتے ہیں۔ واوی اور یائی کی رعایت سے اور خِفْتُ میں باب کی رعایت سے اور طُلْتُ اور هِبْتُ میں دونوں کی رعایت سے جو اصل میں طَوُلْتُ اور هَيِبْتُ واؤ کے ضمہ اور یاء کے کسرہ کے ساتھ ہیں۔

سوال۔ لَسْتُ جو اصل میں لَيِسْتُ تھا یاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے عین کلمے کی حرکت کیوں نقل نہیں کرتے تا کہ یہ یاء کے حذف اور باب پر دلیل بن جائے جس طرح هِبْتُ میں کرتے ہیں؟

جواب۔ لَسْتُ فعل ہے لیکن حرف کے قائم مقام ہے۔ جب چاہتے ہیں کہ اس کے حرف کے ساتھ غلبہ مشابہت کی بنا پر اس سے افعال کی گردانوں کی نفی کریں تو فاء کلمے کو مفتوح رکھتے ہیں اور عین کلمے کو ساکن کر دیتے ہیں۔ تا کہ یاء الف نہ بن جائے اور ضمیر مرفوع متحرک متصل ہونے کی صورت میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف کر دیتے ہیں۔

سوال۔ کیوں نہیں کہتے کہ قُلْتُ اصل میں قَوُلْتُ اور بِعْتُ اصل میں بَيِعْتُ عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ تھا تا کہ فتحہ کو ضمہ اور کسرہ سے بدلنے کی ضرورت نہ ہو؟

جواب۔ (ایسا نہ کہنے کی) وجہ یہ ہے کہ فَعَلَ يَفْعُلُ ماضی اور مضارع مضموم العین متعدی نہیں آتا ہے اور قُلْتُ متعدی ہے اور باب فَعِلَ يَفْعِلُ ماضی اور مضارع کے عین کے کسرہ کے ساتھ اجوف میں نہیں آتا اور بِعْتُ اجوف ہے۔ بعض صرفی واوی میں فتحہ کو ضمہ سے اور یائی میں فتحہ کو کسرہ سے نہیں بدلتے۔ وہ کہتے ہیں کہ واؤ اور یاء قُلْتُ اور بِعْتُ جیسے افعال میں جو اصل میں قَوَلْتُ اور بَيَعْتُ ہیں خود متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل جاتے ہیں اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے۔ پس واوی میں فاء کلمے کو ضمہ اور یائی میں فاء کو کسرہ دیتے ہیں تا کہ ضمہ واؤ کے حذف پر اور کسرہ یاء کے حذف پر دلالت کرے یہ قول سیبویہ کا ہے اور ابن حاجب نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔

۱۰۔ ہر واؤ اور یاء جو فعل مضارع یا اس جیسے دوسرے کلمات کے عین کلمہ میں مضموم یا مکسور ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو واجب ہے کہ عین کلمے کے ضمہ اور کسرہ کو نقل کر کے فاء کلمے کو دیں ماضی کی موافقت سے کیونکہ فعل مضارع فعل ماضی سے ہی بنتا ہے اگر چہ ضمہ اور کسرہ واؤ اور یاء پر سکون کے بعد ثقیل نہیں ہوتے۔ جیسے يَقُوْلُ اور يَبِيْعُ اصل میں يَقْوُلُ اور يَبْيِعُ تھے۔

سوال۔ ماضی کی موافقت تو واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ان کو الف کے ساتھ بدلنے کا تقاضا کرتی ہے؟

جواب۔ ایسے ہی ہے کہ ماضی کی موافقت یہی تقاضا کرتی ہے لیکن اگر يُقَالُ اور يُبَاعُ میں فاء کلمے کو فتح دیں تو باب يَخَافُ اور يَهَابُ کے ساتھ التباس آتا ہے پس ضرورت کے تحت نقل کے ساتھ تعلیل کرنے کو اختیار کیا نہ کہ بدلنے کے ساتھ۔ تا کہ اس میں بھی تغیر و تبدیلی ہو جائے اس کے ساتھ ساتھ ماضی میں بعض مقامات پر نقل کے ساتھ بھی تعلیل ہوتی ہے جس طرح قُلْتُ، بِعْتُ، قِيْلَ اور بِيْعَ اور ان کے علاوہ دوسرے کلمات اور يَقُلْنَ جو اصل میں يَقْوُلْنَ تھا

جب مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں تو دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ایک واؤ اور دوسرا لام واؤ کو گرا دیتے ہیں اور یہ يَقُلْنَ ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح قُلْ جو اصل میں اُقْوُلْ تھا جب مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں تو دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ایک کو حذف کرتے ہیں اُقُلْ باقی رہ جاتا ہے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اسے بھی گرا دیتے ہیں قُلْ بن جاتا ہے یہ قُلْ کی اصل وضع کے اعتبار سے ہے اور اس اعتبار سے کہ امر مضارع میں تعلیل کے بعد بنایا جاتا ہے یہ اصل میں قُوْلُ لام کلمہ مضموم تھا۔ بعد میں لام کلمہ امر کی وجہ سے ساکن ہو گیا اور واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی قُلْ بن گیا۔ اسی طرح مَقُوْلٌ جو اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا میں جب اس قانون پر عمل کرتے ہیں تو دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں سیبویہ کے نزدیک دوسری واؤ اور اخفش کے نزدیک پہلی واؤ حذف کرتے ہیں مُقُوْلٌ بن جاتا ہے۔

اسی طرح مَبِيْعٌ جو اصل میں مَبْيُوْعٌ تھا جب اس مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیتے ہیں کیونکہ یاء اصلی ہے اور واؤ زائد ہے اور یاء کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں تاکہ یاء سلامت رہے مَبِیْعٌ بن جاتا ہے اور اخفش کے نزدیک یاء حذف کرتے ہیں کیونکہ واؤ علامت مفعول ہے اور یاء کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔ واؤ ساکن ماقبل مکسور کی وجہ سے یاء ہو جاتی ہے مَبِيْعٌ بن جاتا ہے۔

بعض صرفی تعلیل سے پہلے تحویل کرتے ہیں (حرکات تبدیل کرتے ہیں ضمہ کو کسرہ سے بدلتے ہیں) تو یہ مُبْيُوْعٌ سے مَبِيْوْعٌ بن جاتا ہے۔ اب واؤ ساکن ماقبل مکسور کو یاء سے بدل دیتے ہیں اور اس کے بعد مذکورہ قانون کے تحت یاء سے کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں اور ایک یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں۔

یاد رکھو کہ یائی میں اصل کا استعمال زیادہ آتا ہے۔ اگرچہ یہ شاذ ہے جیسے مَعْیُوْبٌ، مَهْدِيُوْنٌ، مَبْيُوْعٌ واوی میں اس سے کم جیسے مَصْوُوْنٌ، مَقْوُوْلٌ اسی طرح اَغْيَثَ،

اَسْتَغِيْثُ، مُغِيْثٌ، مُسْتَغِيْثٌ جو اصل میں اَغْوِثُ، اَسْتَغْوِثُ، مُغْوِثٌ، مُسْتَغْوِثٌ ہیں جب مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں اور کسرہ واوٗ سے نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں تو واوٗ ساکن ماقبل مکسور واوٗ یاء سے بدل جاتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَمَا مَرْجِعِیْ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ۔

چوتھی فصل ناقص کی تعلیل کے قوانین کے بیان میں

(۱) ہر واوٗ اور یاء جو طرف کلمے میں ہو یا غیر لازم چیز جیسے تائے عارضی ہے، کے ملنے کے سبب سے طرف کلمہ کے حکم میں ہو اور اس سے پہلے الف زائدہ ہو تو وہ واوٗ اور یاء ہمزہ سے بدل جاتے ہیں جیسے کِسَآءٌ، رِدَآءٌ، عَدَآءَةٌ، سَقَّآءَةٌ یہ اصل میں کِسَاوٌ، رِدَایٌ، عَدَاوَةٌ، سَقَایَةٌ تھے بخلاف هِدَایَةٌ، عَدَاوَةٌ، سَقَایَةٌ، شِقَاوَةٌ کے کیونکہ ان میں تاء لازمی ہے اور بخلاف ثَایٌ، رَایٌ کے کہ ان میں الف اصلی ہے۔

سوال۔ اوپر گزر چکا ہے کہ واوٗ اور یاء پر ضمہ اور کسرہ سکون کے بعد ثقیل نہیں ہوتا پس چاہیے تھا کہ کِسَآءٌ میں واوٗ اور رِدَآءٌ میں یاء سلامت رکھتے اس میں تعلیل نہ کرتے اسی طرح قَآئِلٌ اور بَآئِعٌ میں بھی (واوٗ اور یاء کو سلامت رکھتے)

جواب۔ واوٗ اور یاء پر ضمہ اور کسرہ سکون کے بعد اس وقت ثقیل نہیں جب واوٗ اور یاء سے پہلے الف ساکن زائدہ نہ ہو اور یہاں ان کا ماقبل ساکن الف زائدہ ہے۔ کیونکہ الف زائدہ نہ ہونے کے حکم میں ہوتا ہے پس تو ایسے ہی سمجھ کہ واوٗ اور یاء حرف متحرک کے بعد ہیں۔

۲۔ ہر واوٗ جو طرف کلمہ میں یا غیر لازمی چیز جیسے الف ضمیر، تاء تانیث کے ملنے کی وجہ سے طرف کے حکم میں ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو وہ واوٗ یاء ہو جاتی ہے جیسے دُعِیَ، رَضِیَ، قَوِیَ، دُعِیَا، رَضِیَا، قَوِیَا، یُغْزَیَانِ، یُرْضَیَانِ، دَاعِیَةٌ، رَاضِیَةٌ اصل میں دُعِوَ، رَضِوَ، قَوِوَ، دُعِوَا، رَضِوَا، قَوِوَا، یُغْزَوَانِ، یُرْضَوَانِ، دَاعِوَةٌ،

رَّاضِوَةٌ تھے

اور دُعُوْا جو اصل میں دُعِوُوْا ہے میں جب مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں دُعِيُوْا بن جاتا ہے ضمہ یاء پر دشوار ہے نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں۔ دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں ایک یاء دوسرا واؤ یاء گر گئی دُعُوْا بن گیا یہ اصل وضع کے اعتبار سے ہے اور اس اعتبار سے کہ جمع کا بنانا واحد میں تعلیل کے بعد ہوتا ہے تو یہ اصل میں دُعِيُوْا تھا یاء پر ضمہ دشوار تھا۔ نقل کر کے ماقبل کو دیا ماقبل کی حرکت زائل کرنے کے بعد۔ دو ساکن واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے یاء گر گئی دُعُوْ بن گیا۔

دَاعٍ جو اصل میں دَاعِوٌ تھا میں جب مذکورہ قانون پر عمل کرتے ہیں تو دَاعِيٌ بن جاتا ہے۔ حالت رفعی اور جری میں مثلاً جَاءَنِيْ دَاعِيٌ اور مَرَرْتُ بِدَاعِيٍ یاء پر ضمہ اور کسرہ دشوار ہے یاء کو ساکن کر دیا۔ دو ساکن اکٹھے ہو گئے ایک یاء اور دوسرا نون تنوین۔ یاء گر گئی دَاعٍ بن گیا۔

سوال۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے (یاء گرتی ہے) نون تنوین کیوں نہیں گرتی؟

جواب۔ کیونکہ نونِ تنوین حرف صحیح ہے اور یاء حرف علت ہے اور حرف علت کا حذف کرنا صحیح حرف کے حذف کرنے سے بہتر ہے۔

عِوَضٌ اور عِوَجٌ میں واؤ یاء نہیں ہوئی اگرچہ واؤ کا ماقبل مکسور ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ واؤ نہ طرف کلمے میں ہے اور نہ طرف کلمے کے حکم میں۔

قِنْيَةٌ جو اصل میں قِنْوَةٌ ہے واؤ کا ماقبل مکسور نہ ہونے کے باوجود اس میں تعلیل ہونا شاذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حرف ساکن کا اعتبار نہیں اس کا حکم معدوم کا حکم ہے پس واؤ کا ماقبل مکسور کے حکم میں ہے۔

سوال۔ اگر حرف ساکن نہ ہونے کے حکم میں ہوتا ہے تو چاہیے تھا کہ بَايِعٌ اور قَاوِلٌ میں واؤ اور یاء کو الف سے بدلتے کیوں کہ واؤ اور یاء متحرک ہیں اور ان کا ماقبل مفتوح کے حکم میں ہے۔

جواب۔ اگر واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیں تو ایک الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے اور ثلاثی مزید کا ثلاثی مجرد کے ساتھ التباس آتا ہے۔

۳۔ ہر واؤ اور یاء جو لام کلمے میں مضموم یا مکسور ہو اور ان کا ماقبل بھی مضموم یا مکسور ہو تو اس واؤ اور یاء کی حرکت نقل کیے بغیر انہیں ساکن کرتے ہیں۔ جیسے یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ یہ اصل میں یَدْعُوُ اور یَرْمِیُ تھے یاء حرکت نقل کر کے ساکن کرتے ہیں جیسے تدعین اور ترمین یہ اصل میں تَدْعُوِیْنَ اور تَرْمِیِیْنَ تھے حرکت نقل کرنے کے بعد تَرْمِیِیْنَ میں یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور تَدْعُوِیْنَ میں واؤ کسرہ کے بعد ہونے کی وجہ سے یاء ہو گئی اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔

یَدْعُوْنَ جمع مذکر غائب اور تَدْعُوْنَ جمع مذکر حاضر یہ اصل میں یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ تھے جب مذکورہ قانون پر عمل کیا تو دو ساکن اکٹھے ہو گئے ایک کو حذف کر دیا یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ بن گیا۔

پھر یَدْعُوْنَ جمع مونث غائب اور تَدْعُوْنَ جمع مونث حاضر یہ اصل پر ہیں۔

۴۔ ہر حرف علت جو لام کلمے میں ہو حالت وقف اور جزم میں علامت سکون کی وجہ سے گر جاتا ہے۔ جیسے لَمْ یَخْشَ، لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، اِخْشَ، اُدْعُ، اِرْمِ اسی طرح اگر حرف علت عین کلمے میں ہو تو حالت جزم اور وقف میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا ہے۔ جیسے لَمْ یَقُلْ، لَمْ یَبِعْ، لَمْ یَخَفْ، قُلْ، بِعْ، خَفْ۔

۵۔ ہر واؤ جو کلمے میں تیسری جگہ ہو ساکن ہو یا متحرک طرف کلمہ میں ہو یا طرف کلمہ کے حکم میں ہو۔ فعل میں ہو یا اسم میں جب چوتھی جگہ چلی جائے یا چوتھی جگہ سے زیادہ پر چلی جائے اور اس کا ماقبل مفتوح ہو تو یاء سے بدل جاتی ہے جیسے اَغْلَیْتُ، اِسْتَغْلَیْتُ، غَازَیْتُ، تَرَجَّیْتُ، تَغَازَیْتُ یہ اصل میں اَغْلَوْتُ، اِسْتَغْلَوْتُ، غَازَوْتُ، تَرَجَّوْتُ، تَغَازَوْتُ تھے اور اسی طرح مُغْلَیَانِ، مُسْتَدْعَیَانِ، مُصْطَفَیَانِ یہ اصل میں

مُغْلَوَانِ، مُسْتَدْعَوَانِ، مُصْطَفَوَانِ تھے اسی طرح یُدْعَیَانِ، یُغْزَیَانِ، یُرْضَیَانِ یہ اصل میں یُدْعَوَانِ، یُغْزَوَانِ اور یُرْضَوَانِ تھے مذکورہ قانون کے تحت واؤ یاء ہو گئی۔ اسی طرح یُدْعَوْنَ اصل میں یُدْعَوُوْنَ تھا اس قانون کے تحت واؤ یاء ہوئی اور یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی دو ساکن اکٹھے ہو گئے۔ الف گر گئی یُدْعَوْنَ بن گیا۔

اسی طرح یُدْعٰی اور یُرْضٰی اصل میں یُدْعَوُ اور یُرْضَوُ تھا اسی قانون پر عمل کیا واؤ یاء بن گئی یاء متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی یُدْعٰی اور یُرْضٰی بن گئے۔

سوال۔ یُدْعٰی اور یُرْضٰی میں جب واؤ متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے واؤ کو ابتداء سے ہی الف سے کیوں نہیں بدلتے ؟

جواب۔ اس جگہ دو دلیلیں ہیں ایک واؤ کو الف سے بدلنے کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری واؤ کو یاء سے بدلنے کا تقاضا کرتی ہے اور دلائل میں اصل عمل دینا ہے نہ کہ عمل چھوڑنا۔

اس لیے پہلے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں اور بعد میں یاء کو الف سے بدلتے ہیں تا کہ دو دلیلوں میں سے کسی پر عمل کا ترک کرنا لازم نہ آئے۔

سوال۔ چاہیے تھا کہ اِتَّقَدَ اور اِتَّصَلَ جو اصل میں اِوْتَقَدَ اور اِوْتَصَلَ تھے پہلے واؤ کو یاء سے بدلتے اور بعد میں یاء کو تاء سے بدلتے تا کہ دو دلیلوں میں سے کسی پر ترک عمل لازم نہ آتا؟

جواب۔ اس کو مکمل طور پر مثال کے قوانین کی فصل میں یاء کر چکے ہیں۔ عَدَاوَۃٌ اور یَدْعُوْ میں واؤ کو یاء سے نہیں بدلتے اگر چہ واؤ کلمے میں تیسری جگہ ہے اور چوتھی جگہ چلی جاتی ہے کیونکہ واؤ کا ماقبل مفتوح نہیں ہے۔

شِکَایَۃٌ جو اصل میں شِکَاوَۃٌ ہے واؤ کو اسی قانون کے تحت یاء سے بدل دیتے ہیں اگر چہ واؤ کا ماقبل مفتوح نہیں ہے ناقص یائی کے مصادر کے ساتھ موافقت کی وجہ سے جو اسی وزن

پر آتے ہیں کیونکہ یہ وزن ناقص یائی کے مصادر میں غالب آتا جیسے وِلَايَةٌ، حِكَايَةٌ، هِدَايَةٌ، اور رِعَايَةٌ پس جو مصدر واوی آتا ہے اس کی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں تاکہ شکل میں مخالفت نہ ہو جس طرح کہ بعض كَيْنُوْنَةٌ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی اصل كَوْنُوْنَةٌ ہے۔ واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں اجوف یائی کے مصادر کی موافقت کی وجہ سے کیونکہ یہ وزن اجوف یائی کے مصادر میں غالب ہے جس طرح قَيْلُوْلَةٌ، بَيْتُوْتَةٌ، صَيْرُوْرَةٌ اور غَيْبُوْبَةٌ پس جو مصدر بھی واؤ کے ساتھ آتا ہے تو اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں۔ تاکہ صورت میں مخالفت نہ ہو۔

۶۔ ہر جگہ جہاں واؤ اور یاء لازمی طور پر جمع ہو جائیں اور دونوں میں سے پہلا ساکن ہو تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور اگر ان کا ماقبل مضموم ہو تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے سَيِّدٌ، عَلِيٌّ، مَرْمِيٌّ اور مَهْدِيٌّ یہ اصل میں سَيْوِدٌ، عَلِيْوٌ، مَرْمُوْيٌ، اور مَهْدُوْيٌ تھے مگر جہاں مذکورہ تعلیل التباس کا موجب بنتی ہو (تو وہاں یہ تعلیل نہیں کرتے) جیسے اَيْوَمُ اس میں ادغام اَيَّمٌ کے ساتھ التباس کا موجب ہے اَيْوَمُ روشن دن کو کہتے ہیں اور اَيَّمٌ بیوی کے بغیر مرد اور مرد کے بیوی کو کہتے ہیں۔

سوال۔ طَيٌّ جو اصل میں طَوْيٌ تھا اس میں بھی ادغام التباس سے محفوظ نہیں کیونکہ طَيٌّ قبلہ کے نام اور مصدر میں مشترک ہے پس چاہیے تھا کہ ادغام نہ کرتے؟

جواب۔ طَيٌّ قبیلے کا نام ادغام کے بعد بنا ہے۔ اور یہ مصدر سے منقول ہے اور کلمے کو ایک محل سے دوسرے محل کی طرف نقل کرنا التباس کی طرف نہیں لے جاتا۔ اور التباس میں معتبر مثال کا ادغام سے پہلے اس (صفت) پر موجود ہونا ہے جس پر ادغام کے بعد بھی رہے۔ اور بُوْيِعَ میں واؤ یاء نہیں ہوتی کیونکہ اجتماع لازمی نہیں ہے۔ اس لیے کہ واؤ بَايَعَ کے الف سے بدلہ ہوا ہے۔ اسی طرح دِيْوَانٌ میں واؤ یاء سے نہیں بدلی کیونکہ پہلی یاء واؤ سے بدلی ہوئی ہے اس لیے کہ اس کی اصل دِوْوَانٌ ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی جمع دَوَاوِيْنُ آتی ہے یا اسلئے

کہ بُوْیِعَ میں ادغام باب مفاعلۃ کی ماضی مجھول کا باب تفعیل کی ماضی مجھول سے التباس کا موجب ہے اور دِیْوَانٌ میں ادغام مصدر کے ساتھ جو فِعَّالٌ کے وزن پر آتا ہے التباس کا موجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا اور اُسَیْوِدٌ جو اَسْوَدُ کی تصغیر ہے اور جُدَیْوِلٌ جو جَدْوَلٌ کی تصغیر ہے میں واؤ یاء نہیں ہوئی کیونکہ یہ اَسَاوِدُ اور جَدَاوِلُ جو اَسْوَدُ اور جَدْوَلٌ کی جمع ہے۔ پر محمول ہیں۔ کیونکہ تصغیر اور جمع مکسر ایک قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی جس طرح مصغر مکبر کی فرع ہے۔ اس طرح جمع مکسر جمع سالم کی فرع ہے۔ پس اسی مناسب سے تصغیر کو جمع مکسر پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اجتماع لازمی نہ ہونے کی وجہ سے (واؤ یاء نہیں ہوئی) کیونکہ یاء تصغیر کی وجہ سے عارضی طور پر آتی ہے۔

سوال۔ جب (اس تعلیل کیلئے) اجتماع لازمی شرط ہے تو پھر عُرَیَّۃٌ جو اصل میں عُرَیْوَۃٌ عُرْوَۃٌ کی تصغیر ہے میں واؤ کو کیوں یاء سے بدلتے ہیں؟

جواب۔ اجتماع لازمی اس جگہ شرط ہے جہاں دوسرا کلمہ عین کلمے میں ہو لام کلمے میں نہ ہو، اور یہاں دوسرا کلمہ لام کلمہ میں ہے۔ اور یہاں اجتماع لازمی اور غیر لازمی برابر ہے۔ کیونکہ لام کلمہ تعلیل و تبدیلی کا محل ہے۔ پس لام کلمے میں صرف اجتماع ہونا ہی تعلیل کا موجب ہے بخلاف عین کلمے کے۔

حَیْوَۃٌ اور ضَیْوَنٌ میں تعلیل کی علت پائی جانے کے باوجود صحیح رکھنا شاذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حَیْوَۃٌ کو صحیح رکھنا قیاس کے مطابق ہے کیونکہ اس میں ادغام کرنا حَیَّۃٌ جس کا معنی سانپ ہے کے ساتھ التباس کا موجب ہے۔

تَسْمِیَۃٌ جو اصل میں تَسْمِیْوٌ ہے۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اس میں عَلِیٌّ والی تعلیل کریں لیکن اس میں مذکورہ قانون کے تحت واؤ کو یاء کرتے ہیں تَسْمِیْیٌ بن جاتا ہے اس کے بعد ایک یاء کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لگاتے ہیں تَسْمِیَۃٌ بن جاتا ہے۔

۷۔ ہر مصدر جو فعل ناقص کا باب تفعیل سے ہو اور اس میں دو یاء جمع ہو جائیں تو ایک کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے عوض آخر میں تاء لگا دیتے ہیں جیسے تَسْمِيَةٌ، تَقْوِيَةٌ اور تَنْقِيَةٌ یہ اصل میں تَسْمِيْيٌ، تَقْوِيْوٌ اور تَنْقِيْيٌ تھے اس جگہ عوض (کی تاء) کا ترک کرنا بالاتفاق جائز نہیں۔ اگرچہ (مصدر) مضاف ہی ہو بخلاف باب اِفْعَال اور اِسْتِفْعَال کے اجوف کے مصادر کے جیسے اِعَانَةٌ اور اِسْتِعَانَةٌ۔

۸۔ ہر وہ جگہ جہاں واؤ اور یاء اسم فاعل میں لام کلمے کی جگہ ہوں اور ان کا ماقبل مکسور ہو تو واجب ہے کہ حالت رفعی اور جری میں یاء کو ساکن کر دیں اور ساکن کرنے کے بعد اگر وہ منون ہے تو یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں جیسے قَاضٍ اور رَامٍ یہ اصل میں قَاضِيٌ اور رَامِيٌ تھے اگر واؤ ہو تو ماقبل کسرہ کی وجہ سے اسے یاء سے بدل دیں پھر اس یاء کو ساکن کر دیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس یاء کو حذف کر دیں جیسے دَاعٍ اور عَادٍ یہ اصل میں دَاعِوٌ اور عَادِوٌ تھے واؤ اور یاء کا حکم اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔

اور اگر کلمہ معرف باللام ہو تو پھر یاء کا ساکن کرنا واجب ہے جیسے اَلْقَاضِيْ اور الرَّامِيْ اور اگر واؤ ہو تو ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل لیتے ہیں اور اس یاء کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے اَلدَّاعِيْ اور اَلْعَادِيْ اور فَوَاصِلْ اور قَوَافِيْ کی رعایت کی وجہ سے یاء کا حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اور اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (میں یاء حذف ہے) لیکن یہ عام نہیں ہے۔ اسی طرح فعل میں بھی لام کلمے کا حذف کرنا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ یہ اصل میں يَسْرِيْ تھا۔

۹۔ ہر وہ اسم معرب جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو واجب ہے کہ ضمہ کو کسرہ سے بدل دیں کیونکہ عربی کلام میں کوئی ایسا کلمہ نہیں پایا گیا کہ جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو اور اگر کلمے کی گردان میں چند جگہوں میں اتفاق سے ایسا ہو جائے تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں اور اگر حرف علت واؤ ہو تو اس کو طرف کلمہ میں اور ماقبل مکسور

ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل دیتے ہیں اور اس کے بعد قاض والی تعلیل کرتے ہیں جیسے تَلَقٍ، تَلَاقٍ، تَرَقٍ، تَرَاقٍ، قَلَنْسٍ اور اَدْلٍ یہ اصل میں تَلَقُوٌ، تَلَاقُوٌ، تَرَقُوٌ، قَلَنْسُوٌ اور اَدْلُوٌ تھے۔

اور اگر جمع میں حرف علت اور ضمہ کے درمیان واؤ مدہ فاصلہ کرنے والی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مدہ فاصل کا کوئی اثر نہیں ہوگا جیسے دُلِيٌّ اور ظُبِيٌّ یہ اصل میں دُلُوْوٌ اور ظُبُوْيٌ تھے بخلاف مَدْعُوٌّ، مَقْرُوٌّ (جو اصل میں مَدْعُوْوٌ اور مَقْرُوْءٌ تھے) کیونکہ یہ جمع نہیں ہیں اور مَرْضِيٌّ اور مَعْدِيٌّ جو اصل میں مَرْضُوْوٌ اور مَعْدُوْوٌ تھے میں تعلیل کرنا شاذ ہے۔ کیونکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ مَرْضُوٌّ اور مَعْدُوٌّ آئیں۔ اسی طرح مَدْعُوٌّ بھی ہے لیکن آخری واؤ کو خلاف قیاس یاء کرتے ہیں اور اس کے بعد مَرْمِيٌّ والی تعلیل کرتے ہیں۔ مَرْضِيٌّ اور مَعْدِيٌّ بن جاتا ہے۔ قَلَنْسُوَةٌ میں واؤ سلامت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ آخر میں نہیں ہے اور هُوَ اور يَدْعُوْ میں واؤ سلامت رکھتے ہیں کیونکہ یہ اسم معرب نہیں ہیں اور كُفُوًا اَحَدٌ میں واؤ سلامت رکھتے ہیں کیونکہ واؤ لازمی نہیں بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔ پس یہ ثقیل نہیں ہے۔ یا اس لیے کہ جب واؤ ضمہ کی علامت ہے تو ضمہ کے حکم میں ہے اور اسم متمکن وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں مع تنوین تینوں حرکتیں آتی ہیں جیسے زید۔

فَعْلٰی اسم مفتوح الفاء ساکن العین میں جب لام کلمہ یاء ہو واؤ بن جاتی ہے جیسے بَقْوٰی، تَقْوٰی یہ اصل میں بَقْيَا، تَقْيَا تھے۔ بخلاف فَعْلٰی صفت کے اس میں یاء سلامت رہتی ہے۔ جیسے صَدْيَا، رَيَّا یہ صَدْيَانُ، رَيَّانُ کی مونث ہے اور جب اسم اور صفت دونوں میں لام کلمہ واؤ ہو تو سلامت رہتی ہے جیسے دَعْوٰی، شَهْوٰی، فُعْلٰی مضموم الفاء ساکن العین اسم میں جب لام کلمہ واؤ ہو تو یاء بن جاتی ہے جیسے دُنْيَا، عُلْيَا یہ اصل میں دُنْوٰی، عُلْوٰی تھے قُصْوٰی کو صحیح رکھنا شاذ ہے بخلاف فُعْلٰی صفت کے کہ اس میں واؤ سلامت رہتی ہے جیسے غُزْوٰی اور جب اسم اور صفت دونوں میں یاء ہو تو سلامت رہتی

ہے۔جیسے فُتْیَا، قُضْیَا یہ اَفْتٰی، اَقْصٰی کی مونث ہیں۔

سوال۔ دُنْیَا، عُلْیَا اور قُصْوٰی ترکیب میں صفت واقع ہوتے ہیں جیسے اَلْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا، اَلْمَنْزِلَۃُ الْعُلْیَا، اَلْغَایَۃُ الْقُصْوٰی تو یہ اسم کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب۔ (۱) یہ الفاظ استعمال میں اسماء کے قائم مقام استعمال ہوتے ہیں جس طرح لفظ فَارِسٌ، صَاحِبٌ، اَطْلَسٌ، اَبْطَحُ ان میں اسماء کا حکم جاری ہوتا ہے اگر چہ یہ اصل میں صفات ہیں۔

(۲) یہ الفاظ بغیر الف لام کے صفت واقع نہیں ہوتے پس اگر یہ صفات ہوتے تو معرفہ اور نکرہ دونوں حالتوں میں صفت واقع ہوتے۔

فصل پنجم ادغام کے قوانین کے بیان میں

(۱) ہر وہ جگہ جہاں دو حرف ایک ہی جنس کے اکٹھے آ جائیں اور ان میں سے پہلا ساکن اور دوسرا حرکت لازمی سے متحرک ہو تو ان میں ادغام کرنا واجب ہے۔ جیسے ذَبٌّ، مَدٌّ جو ذَبَّ، مَدَّ کے مصدر ہیں یہ اصل میں ذُبْبٌ، مَدْدٌ، فَعْلٌ کے وزن پر تھے۔

مگر جہاں ادغام التباس کا موجب ہو جیسے قُوْوِلَ اس میں ادغام باب مُفَاعَلَۃ کی ماضی مجہول کا باب تَفْعِیْل کی ماضی مجہول سے التباس کا موجب ہے یا ہم جنسوں میں سے پہلا ہمزہ سے بدلا ہو جیسے تُوْوِیَ، رِئْیاً یہ اصل میں تُؤْوِیْ اور رِئْیاً تھے۔ یا پہلا حرف مدہ ہو جیسے قَالُوْا وَمَالَنَا یا پہلا ہمزہ ہو جیسے اِمْلَأْ اِنَاءً تو وہاں ادغام کرنا ممتنع ہے مگر جو ہمزہ عین کلمے میں ہو (تو وہاں ادغام کرتے ہیں) جیسے سَأَّلَ، رَأَّسٌ۔

۲۔ ہر وہ جگہ جہاں دو حرف ایک جنس کے ایک کلمے میں اجتماع لازمی سے جمع ہو جائیں اور دونوں حرکت لازمی سے متحرک ہوں تو ادغام کرنا واجب ہے اور ادغام کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہم جنسوں کا ماقبل متحرک ہو یا ساکن حرف مدہ ہو تو پہلے حرف کو ساکن کرتے ہیں اور دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے حَبَّ، حَآبَّ، حُوْبَّ یہ اصل میں حَبَبَ، حَابَبَ،

حُوْبِبَ تھے اور اگر حرف ساکن مدہ نہ ہو تو پہلے حرف کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں اور اس کے بعد ادغام کرتے ہیں۔ جیسے **اَحَبَّ، اِشْتَرَدَّ** یہ اصل میں **اَحْبَبَ، اِشْتَرْدَدَ** تھے۔

مگر **حَيِيَ، عَيِيَ** جیسے کلمات میں ادغام کرنا جائز ہے واجب نہیں تا کہ ان کے مضارع میں یاء پر ضمہ لازمی نہ آئے۔ مگر جہاں ادغام التباس کا موجب ہو وہاں ادغام کرنا ممتنع ہے۔ جیسے **سَبَبٌ، كَلِلٌ، جُدَدٌ** اور **سُرُرٌ**۔

سوال۔ **مُحَابٌّ** میں ادغام التباس کا موجب ہے کیونکہ یہ لفظ اسم فاعل اور اسم مفعول میں مشترک ہے؟

جواب۔ یہ التباس دو مشتقوں کے درمیان ہے اور اس طرح کا التباس عربی کلام میں برداشت کیا جاسکتا ہے لیکن **قُوْوِلَ** میں مشکل ہو جاتا ہے۔ اس میں ادغام نہیں کرتے تا کہ **قُوِّلَ** کے ساتھ التباس نہ آئے کیونکہ یہ التباس دو اصلوں کے درمیان ہے اسی طرح **حَبٌّ، طَبٌّ** میں مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان میں بھی ادغام التباس کا موجب ہے۔ کیونکہ یہ دونوں لفظ مصدر اور صفت میں مشترک ہیں اسی طرح **اَنَّ** جو فعل ماضی ہے اور **اِنَّ** جو امر ہے ان میں مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان میں ادغام **اَنَّ** اور **اِنَّ** حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ التباس کا موجب ہے مگر صرفی اس کا جواب دیتے کہ مشتق اور مشتق **منه** اور فعل اور حرف کے درمیان التباس کلام عرب میں برداشت ہوسکتا ہے۔

۳۔ اگر حرف کا تکرار الحاق کی وجہ سے ہو تو وہاں ادغام ممتنع ہوتا ہے جیسے **شَمْلَلَ** یہ **دَحْرَجَ** کے ساتھ ملحق ہے۔ **تَجَلْبَبَ** یہ **تَدَحْرَجَ** کے ساتھ ملحق ہے۔ **قَرْدَدٌ** یہ **جَعْفَرٌ** کے ساتھ ملحق ہے۔ **قُعْدُدٌ** یہ **بُرْثُنٌ** کے ساتھ ملحق ہے۔

لغت میں الحاق کا مطلب ہے پہنچنا یا پہنچانا اور اصطلاح میں الحاق یہ ہے کہ ثلاثی کو ایک حرف کی زیادتی سے رباعی کے وزن پر لے آنا یا رباعی کو ایک حرف کی زیادتی سے خماسی کے

وزن پرلے آنا تاکہ جمع مکسر اور تصغیر بنانے اور دوسرے امور میں ملحق کے ساتھ ملحق بہ جیسا
معاملہ کیا جائے۔

تَنَزَّلُ، تَبَاعَدُ میں ادغام نہیں کرتے کیونکہ دو حرفوں کا اجتماع لازمی نہیں ہے۔
اور اُذْهَبِ الْكَلْبَ میں ادغام نہیں کرتے کیونکہ دوسرے با کی حرکت لازمی نہیں عارضی
ہے۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے آئی ہے۔

سوال۔ مَنْ يُّشَاقِّ اللّٰهَ میں بھی دوسرے قاف کی حرکت عارضی ہے لازمی نہیں ہے۔
اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے پس چاہیے تھا کہ ادغام جائز نہ ہوتا؟

جواب۔ مضارع کا آخر اصل میں مرفوع ہوتا ہے اس میں سکون مَن شرطیہ کے عارض آنے کی
وجہ سے ہے جس طرح امر میں اصل سکون ہوتا ہے اور حرکت اجتماع ساکنین کے عارض آنے کی
وجہ سے ہوتی ہے۔

سوال۔ قَوِیَ، اِرْعَوٰی جو اصل میں قَوِوَ، اِرْعَوَوَ تھے ان میں دوسرا قانون موجود
ہے۔ اسی طرح دِيْوَانٌ، دِيْنَارٌ جو اصل میں دِوْوَانٌ، دِنْنَارٌ تھے پہلا قانون موجود ہے
ادغام کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ اس جگہ اعلال اور ادغام مقابلے میں ہیں اور ہر وہ جگہ جہاں اعلال اور ادغام مقابلے
میں آجائیں وہاں اعلال کو ادغام پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اعلال میں تخفیف ادغام کے مقابلے میں
زیادہ ہوتی ہے کیونکہ تخفیف میں اعلال اصل ہے اور ادغام اعلال کے ساتھ ملحق ہے اور جب تک
اصل پر عمل ممکن ہو اس وقت تک ملحق کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال۔ اِجْلِوَّاذٌ میں اعلال کو ادغام پر کیوں مقدم نہیں کرتے؟

جواب۔(۱) اعلال کو ادغام پر اس جگہ مقدم کرتے ہیں جہاں دونوں ہم جنس اصل ہوں
اور اِجْلِوَّاذٌ میں دونوں زائد ہیں۔

(۲) اِجْلِوَّاذٌ اپنے فعل اِجْلَوَّذَ پر محمول ہے۔

(۳) اس میں ادغام وضعی ہے ایسا نہیں کہ پہلے اظہار تھا اور بعد میں ادغام کیا گیا لیکن یہ جواب کمزور ہے۔

۴ ہر وہ جگہ جہاں دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آجائیں اور دونوں متحرک ہوں دو کلموں میں ہوں اور ان کا ماقبل حرف صحیح متحرک یا مدہ یا لین ہو تو ان میں ادغام کرنا جائز ہے۔ جیسے جَعَلْ لَبِيْدٌ، ضَرَبْ بَشِيْرٌ، قَامْ مُحَمَّدٌ، يَعُوْدْ دَاوُدُ، قِيْلْ لِزَيْدٍ، ثَوْبْ بَكْرٍ، عَيْنْ نَصْرٍ اور اگر دونوں ہم جنسوں کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو جیسے قَوْمُ مَالِكٍ اور عَدُوٌّ وَلِيْدٍ یا دونوں ہم جنس ہمزہ ہوں جیسے قَرَءَ أَبُوْكَ تو ادغام ممتنع ہے۔

۵ ہر وہ جگہ جہاں دو حرف ایک جنس کے ایک کلمے میں اکٹھے ہو جائیں اور پہلا ان میں سے متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو تو وہاں ادغام ممتنع ہے۔ کیونکہ ادغام کیلئے دوسرے حرف کا متحرک ہونا شرط ہے۔ جیسے ظَلِلْتُ اور رَسُوْلُ الْجِنِّيْ۔

سوال۔ مُدَّ میں حالت وقف میں دوسرا حرف ساکن ہو جاتا ہے ادغام ممتنع کیوں نہیں؟

جواب۔ (۱) وقف کی وجہ سے سکون کا حکم حرکت کا ہے۔

(۲) ادغام کیلئے حرف دوم کا متحرک ہونا ابتداءً شرط ہے بقاءً شرط نہیں ہے اور یہاں ابتداء دوسرا حرف متحرک ہے بقاءً ساکن ہوا ہے۔

یاد رکھو کہ ادغام کے واجب ہونے، جائز ہونے اور ممتنع ہونے کا اعتبار دوسرے حرف کی حرکت پر ہے۔ ہر وہ جگہ جہاں دوسرے حرف کی حرکت لازمی ہوتی ہے وہاں ادغام واجب ہوتا ہے۔ جیسے مَدَّ، يَمُدُّ، مُدًّا اور ہر وہ جگہ جہاں دوسرے حرف کی حرکت عارضی ہوتی ہے وہاں ادغام جائز ہوتا ہے۔ جیسے لَمْ يَمُدَّ، مُدَّ، لَاتَمُدَّ اور ہر وہ جگہ جہاں دوسرا حرف ساکن ہوتا ہے وہاں ادغام ممتنع ہوتا ہے۔ جیسے مَدَدْنَ۔

۶۔ بعض مضاعف کے کلمات میں تخفیف کیلئے ابدال آیا ہے اس کی دو قسمیں ہیں سماعی اور

قیاسی:۔

سماعی:۔

جیسے تَقَضّیَ الْبَازِیْ، قَدْخَابَ مَنْ دَسَّاهَا، لَمْ یَتَسَنَّهْ یہ اصل میں تَقَضَّضَ، دَسَّسَهَا، لَمْ یَتَسَنَّنْ تھے۔

اسی طرح اَمْلَیْتُ، قَضَّیْتُ، تَسَرَّیْتُ، تَظَنَّیْتُ یہ اصل میں اَمْلَلْتُ، قَضَّضْتُ، تَسَرَّرْتُ اور تَظَنَّنْتُ تھے۔

قیاسی:۔

(جب دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آ جائیں پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو اور ان کا ماقبل مکسور ہو اور وہ کلمہ فِعَّالٌ کے وزن پر ہو تو پہلے کو یاء سے بدل دیتے ہیں۔) جیسے دِیْوَانٌ، دِیْنَارٌ، قِیْرَاطٌ، شِیْرَازٌ اور دِیْمَاسٌ یہ اصل میں دِوَّوانٌ، دِنَّارٌ، قِرَّاطٌ، شِرَّازٌ اور دِمَّاسٌ تھے۔

اور بعض کلمات میں عین کلمے کا حذف آیا ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں

سماعی اور قیاسی:۔

سماعی:۔ جیسے ظَلْتُ اور مَسْتُ فاء کے فتحہ کے ساتھ یہ اصل میں ظَلِلْتُ اور مَسِسْتُ مکسور العین تھے۔ اور بعض عین کلمے کی حرکت فاء کلمے کو دیکر عین کلمہ حذف کرتے ہیں جیسے ظِلْتُ اور مِسْتُ مکسور الفاء پڑھتے ہیں اور مَسْتُ کے خلاف ظَلْتُ میں حذف کثرت استعمال کی وجہ سے فصیح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ

قیاسی:۔

باب تفعل اور تفاعل میں جب اوّل کلمے میں دو تاء اکٹھی ہو جاتی ہیں (تو ایک تاء حذف کر دیتے ہیں) جیسے تَنَزَّلُ اور تَبَاعَدُ اصل میں تَتَنَزَّلُ اور تَتَبَاعَدُ تھے۔ ان میں تاء کا حذف کرنا جائز اور مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلی تاء کو حذف کیا جاتا ہے اور بعض کہتے

ہیں دوسری تاء کو حذف کیا جاتا ہے۔

۷۔ دو قریب المخرج حروف ادغام کے معاملے میں دو ہم جنس کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ جب دو قریب المخرج حروف میں ادغام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو پہلے کو دوسرے کر جنس سے بدلتے ہیں اور پھر ادغام کرتے ہیں جیسے عَبَدْتُّ اور لَبِدْتُّ اور نون تنوین اور نون ساکن کا یَرْمَلُوْنَ کے مجموعے میں سے کسی ایک حرف میں ادغام اسی قبلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے مِنْ یَّوْمٍ ۔ مِنْ رَّاشِدٍ ، مِنْ مَّاءٍ ، مِنْ لَّیْلٍ ، مِنْ وَّالٍ اور مِنْ نُّوْرٍ تنوین اور نون ساکن کے یَرْمَلُوْنَ میں ادغام کی دو قسمیں ہیں

ادغام غنہ کے ساتھ یہ حروف یَنْمُوْ (ی، ن، م، و) میں ہوتا ہے

ادغام بغیر غنہ کے اور وہ باقی دو حروف لام اور راء میں ہوتا ہے

فائدہ

دو ہم جنسوں کے ایک کلمے میں ادغام کے وقت مدغم حرف کو کتابت میں ظاہر نہیں کرتے جیسے مُدَّ اور قریب المخرج کے ادغام میں ظاہر کرتے ہیں جیسے لَبِثْتُّ اور دو کلموں میں تمام جگہوں پر اظہار کرتے ہیں جیسے قَدْ دَّخَلُوْا ، وَقَدْ جَّاءَ

۸۔ حرف مدغم فیہ جب جزم یا وقف کی وجہ سے ساکن ہو جائے تو اسے حرکت دینا واجب ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے کیونکہ حرف مدغم ادغام کی وجہ سے ساکن ہو جاتا ہے اور حرف مدغم فیہ جزم یا وقف کی وجہ سے ساکن ہو جاتا ہے پس ضرورت کے تحت آخری حرف کو حرکت دیتے ہیں۔ اب جائز ہے کہ فتحہ دیں اس کے خفیف ہونے کی وجہ سے یا کسرہ دیں اس وجہ سے کہ ساکن کو حرکت دینے کیلئے اصل کسرہ ہے اور اگر ماقبل مضموم ہے تو ماقبل کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ دینا بھی جائز ہے۔ اور ادغام کو ترک کرنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ دوسرے حرف کی حرکت لازمی نہیں ہے۔ جیسے لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ اور لَمْ یَمْدُدْ اسی طرح امر حاضر معروف میں مُدَّ، مُدِّ، مُدُّ اور اُمْدُدْ اور یہ مذہب بنی تمیم کا ہے۔ اہل حجاز تو ادغام ہی کرتے ہیں۔ مگر

وہ جگہ جہاں ضمیر ساکن ملی ہوئی ہو جیسے لَمْ يَمُدَّا ، لَمْ يَعُدُّوا، لَمْ تَمُدِّيْ تو ان جگہوں میں ادغام کرنا واجب ہے الف ضمیر کو فتحہ لازمی ہونے ، واو جمع کو ضمہ لازمی ہونے اور تاء مخاطبہ کو کسرہ لازمی ہونے کی وجہ سے۔ بنی تمیم کے نزدیک تینوں حرکتیں اسی وقت دینا جائز ہے جب مذکر غائب کی ہ ضمیر، مونث غائب کی ھاء ضمیر یا دوسرا ساکن اس کے ساتھ متصل نہ ہو مگر جب مذکر کی ہ ضمیر متصل ہو تو ضمہ دینا لازم ہے۔ جیسے لَمْ يَمُدُّهُ اور مُدُّهُ اور جب مونث کی ھاء ضمیر متصل ہو تو فتحہ دینا لازم ہے۔ جیسے لَمْ يَمُدَّهَا، مُدَّهَا اور جب دوسرا ساکن متصل ہو تو فصیح لغت کی رو سے کسرہ دینا لازم ہے۔ جیسے لَمْ يَمُدِّ الرَّجُلُ وَمُدِّ الْغُلَامَ

۹۔ ہر وہ جگہ جہاں دو ساکن جمع ہو جائیں اگر پہلا ساکن حرف مدّہ یا لین ہو اور دوسرا ساکن مدغم ہو تو ایک کلمے میں حذف نہیں کرتے جیسے دَآبَّةٌ، خُوَيْصَّةٌ اور تَمُوْدَّ اس قسم کا اجتماع ساکنین تکلم کے ممکن ہونے اور تخفیف کے حصول کی وجہ سے عرب کلام میں جائز ہے اسے اجتماع ساکنین علی حدّہ کہتے ہیں۔

اسی طرح حالت وقف میں بھی اجتماع ساکنین جائز ہے جیسے زَيْدْ، عَمْرْو اگر دوسرا ساکن مدغم نہ ہو تو حرف مدّہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے يَغْزُوْالْجَيْشُ وَقُوْلِيْ الْحَقَّ اور اگر پہلا ساکن غیر مدّہ ہو تو اس کو حرکت دیتے ہیں جیسے اِخْشَوُا اللّٰهَ اور اِخْشَيِ اللّٰهَ اور اگر دونوں حرف صحیح ہوں اور دو کلموں میں ہوں تو پہلے کو حرکت دیتے ہیں جیسے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اور اِذْهَبِ اذْهَبْ اور ایک کلمے میں ہوں تو دوسرے کو حرکت دیتے ہیں۔

سوال۔ اِضْرِبَنَّ میں واو اور اِضْرِبِنَّ سے یاء کیوں حذف کرتے ہیں حالانکہ یہ اجتماع ساکنین علی حدّہ ہے؟

جواب۔ اجتماع ساکنین علی حدّہ کی شرط یہ ہے کہ دونوں ساکن ایک کلمے میں ہوں اور حرف مدغم

اِضْرِبُنَّ اور اِضْرِبِنَّ میں دوسرے کلمے میں ہے۔

سوال۔ چاہیے تھا کہ اِضْرِبَانِّ اور اِضْرِبْنَانِّ میں بھی الف کو حذف کر دیتے کیونکہ اجتماع ساکنین علی حدہ کی شرط موجود نہیں ہے۔ کیونکہ حرف مدغم دوسرے کلمے میں ہے تو پھر الف کو کیوں سلامت رکھتے ہیں؟

جواب۔ اگر اِضْرِبَانِّ میں الف حذف کردیں تو تثنیہ کا مفرد کے ساتھ التباس آتا ہے اور اگر اِضْرِبْنَانِّ میں الف حذف کردیں تو تین نون جمع ہوجاتے ہیں۔ اسلیے ضرورت کے تحت یہاں اجتماع ساکنین معاف ہیں۔ بخلاف اِضْرِبُنَّ میں واؤ اور اِضْرِبِنَّ میں یاء کے حذف کے کہ وہ التباس کا موجب نہیں ہے اسلیے ان دونوں میں حذف کرنا واجب ہے۔

یہ جتنا ہم نے بیان کیا ہے معتل، مضاعف اور مہموز کے قوانین کا بیان ہے۔ لفیف، مفروق، مقرون، مثال، مضاعف اور ان کے علاوہ مرکب اقسام کی تعلیلوں کے قوانین انہیں قوانین کی طرح ہیں جن کو ہم نے یاد کرلیا ہے۔ جب غور وفکر کرتے ہیں تو انہیں قوانین پر مبنی ہیں۔

مضاف رباعی کا حکم صحیح کے حکم کی طرح ہے اس میں تعلیل اور تبدیلی نہیں ہوتی جیسے ذَبْذَبَ اور مَضْمَضَ۔

یاد رکھو کہ معتل اور مضاعف کے چند کلمات کو تعلیل اور ادغام کے اسباب موجود ہونے کے باوجود اصل پر رکھتے ہیں تاکہ دوسرے کلمات کی اصل پر دلیل بن جائیں جیسے قَــوَدٌ، غَيَبٌ، عَيِنَ، صَيِدَ، خَوَنَةٌ، حَوَكَةٌ، شَوكَةٌ، اِسْتَرْوَحَ، اِسْتَلْوَحَ، اِسْتَصْوَبَ، اِسْتَحْوَذَ، لَحِجَتْ عَيْنُهٗ، وَضَبَبَ الْبَلَدُ وَقَطَطَ الشَّعْرُ وَاَلِلَ السِّقَاءُ اور ان جیسے دوسرے کلمات۔

پھر چند دوسرے قوانین ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے انہیں یاد کرتے ہیں۔

ا۔ ہر الف جس کا ماقبل مضموم ہو واؤ سے بدل جاتی ہے۔ اس شرط پر کہ وہ الف زائد ہو۔ جیسے ضُوْرِبَ ماضی مجہول ضَارَبَ کی، ضُوَيْرِبٌ تصغیر ضَارِبٌ کی اور نُيَيْبٌ تصغیر نَابٌ

کی میں الف واؤ نہیں ہوئی باوجود الف کے ماقبل کے مضموم ہونے کے کیونکہ الف زائدہ نہیں بلکہ یاء سے بدلی جاتی ہے اور کلمے کو تصغیر میں اصل کی طرف لوٹا دیتے ہیں اور اگر الف کا ماقبل مکسور ہو تو یاء ہو جاتی ہے۔ جیسے مِحْرَابٌ کی جمع مَحَارِيْبُ میں اور مِفْتَاحٌ کی جمع مَفَاتِيْحُ میں۔
اسی طرح واؤ جو ساکن ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو یاء ہو جاتی ہے جیسے عُصْفُوْرٌ کی جمع عَصَافِيْرُ میں۔

۲۔ ہر مدہ جو واحد میں تیسری جگہ ہو اور زائدہ ہو اور جمع میں فَعَائِلُ کی الف کے بعد واقع ہو ہمزہ بن جاتا ہے جیسے صَحِيْفَةٌ کی جمع صَحَائِفُ، عَجُوْزَةٌ کی جمع عَجَائِزُ اور رِسَالَةٌ کی جمع رَسَائِلُ، مَعَايِشُ اور مَقَاوِمُ میں ہمزہ سے نہیں بدلے اسلیے کہ یاء مَعِيْشَةٌ میں اور الف مَقَامٌ میں زائدہ نہیں بلکہ اصلی ہیں اور مَصَائِبُ میں یاء کا ہمزہ سے بدلنا باوجود مُصِيْبَةٌ میں اس کے اصلی ہونے کے شاذ ہے۔

۳۔ ہر وہ جگہ جہاں فَعَائِلُ کی الف دو واؤ یا دو یاء کے درمیان واقع ہو اور اس الف کے بعد دو حرف ہوں تو آخری واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے اَوَّلٌ کی جمع اَوَائِلُ اور خَيِّرٌ کی جمع خَيَائِرُ یہ اصل میں اَوَاوِلُ اور خَيَايِرُ تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَعَلٰى كُلِّ مَقَالٍ

تکملۃ

۱۔ ہر وہ جگہ جہاں دو ہمزے متحرک اکٹھے آ جائیں ان میں سے ایک مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے جَاءٍ سیبویہ کے قول کے مطابق یہ جَائِئٌ تھا یاء کو ہمزہ سے بدلا جس طرح بَائِعٌ میں بدلا ہے۔ اب دو ہمزے متحرک جمع ہو گئے ان میں سے ایک مکسور ہے۔ دوسرے ہمزے کو یاء سے بدلا اس کے بعد قَاضٍ اور رَامٍ والی تعلیل کی جَاءٍ بن گیا۔
خلیل کے قول کے مطابق دو ہمزوں کے اجتماع کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے (یاء کو ہمزہ سے بدلنے سے پہلے) قلب کیا یعنی عین کلمے کو لام کلمے کی جگہ اور لام کلمے کو عین کلمے کی جگہ

رکھا اس کے بعد قَاضٍ والی تعلیل کی جاءٍ بن گیا۔

اسی طرح خَطَایَا اور دَرَایَا اصل میں خَطَائِیُ اور دَرَائِیُ تھے یاء کو ہمزہ سے بدلا جس طرح صَحَائِفُ میں بدلا ہے پس دو متحرک ہمزے جمع ہو گئے ان میں سے ایک مکسور ہے دوسرے کو یاء سے بدل دیا اور پہلے ہمزہ کو یاء مفتوحہ سے بدل دیا جس طرح مَطَایَا میں قاعدہ ہے۔ اس کے بعد دوسری یاء کو متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا خَطَایَا بن گیا یہ سیبویہ کے نزدیک ہے اور خلیل کے نزدیک قلب کرتے ہیں یعنی ہمزہ کو یاء کی جگہ اور یاء کو ہمزہ کی جگہ لے آتے ہیں۔

۲۔ یاد رکھو کہ حروف مطبقہ یعنی طا، ظا، صاد اور ضاد اگر باب افتعال کے فاء کلمے کی جگہ واقع ہوں تو تائے افتعال کو طا سے بدل دیتے ہیں اور طا کو طا میں وجوباً ادغام کرتے ہیں۔ دو ہم جنسوں کے جمع ہونے کی وجہ سے جیسے اِطَّلَبَ اصل میں اِطْتَلَبَ تھا اگر فاء کلمے میں ظا ہو تو جائز ہے کہ تائے افتعال کو طا سے اور ظا کو طا سے یا طا کو ظا سے بدل کر ایک کا دوسرے میں ادغام کریں اور اظہار زیادہ بہتر ہے جیسے اِطَّلَمَ، اِظَّلَمَ اور اِظْطَلَمَ یہ اصل میں اِظْتَلَمَ تھا۔

اگر فاء کلمے میں صاد ہو تو جائز ہے کہ تائے افتعال کو طا سے بدلیں اور طا کو صاد سے بدلیں اور صاد میں ادغام کر دیں جیسے اِصَّبَرَ یہ اصل میں اِصْتَبَرَ اور ضاد کا حکم صاد کا ہی ہے اِضَّرَبَ یہ اصل میں اِضْتَرَبَ تھا اور اِصْطَبَرَ اور اِضْطَرَبَ بغیر ادغام کے احسن اور کثیر الاستعمال ہے اور اس ادغام کا عکس مذکور نہیں لہذا اِطَّبَرَ اِطَّرَبَ درست نہیں اور سیبویہ نے اِضْطَجَعَ میں اس ادغام کا عکس اِطَّجَعَ بیان کیا ہے۔

اگر مذکورہ باب (افتعال) کے فاء کلمے کی جگہ دال، ذال یا زاء ہو تو واجب ہے کہ تائے افتعال کو دال سے بدلیں اب اگر فاء کلمے میں دال ہے تو دال میں ادغام کر دیں جیسے اِدَّعٰی یہ اصل میں اِدْتَعٰی اور اگر ذال ہو تو جائز ہے کہ دال جو تاء سے بدلا

ہوا ہے اسے ذال سے بدل کر ذال میں ادغام کر دیں یا ذال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیں اور ادغام کا ترک کرنا بھی جائز ہے جیسے اِدَّكَرَ، اِذَّكَرَ اور اِذْدَكَرَ یہ اصل میں اِذْتَكَرَ تھا اگر زاء ہو تو دال کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور اس کا عکس نہیں کرتے اور ادغام نہ کرنا بھی درست ہے جیسے اِزَّانَ اور اِزْدَانَ یہ اصل میں اِزْتَانَ تھا۔

اور اگر فاء کلمے کی جگہ ثاء ہو تو لازم ہے کہ تاء اور ثاء دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی جنس سے بدل کر ادغام کریں ادغام نہ کرنا جائز نہیں ہے جیسے اِتَّارَ اور اِثَّارَ اصل میں اِثْتَارَ تھا۔

اگر فاء کلمے کی جگہ جیم اور سین ہو تو جائز ہے کہ تاء کو جیم اور سین سے بدل کر ادغام کر دیں جیسے اِسَّمَعَ اور اِجَّمَعَ اصل میں اِسْتَمَعَ اور اِجْتَمَعَ تھے اِتَّمَعَ نہیں کیا جائے گا اور ادغام نہ کرنا زیادہ فصیح ہے۔

اور اگر عین کلمے کی جگہ تاء ہو تو ادغام اور عدم ادغام دونوں طرح جائز ہے جیسے اِقْتَتَلَ اور قَتَّلَ اور ادغام کے وقت فاء کلمے کو فتحہ اور کسرہ بھی جائز ہے اور اسی طرح ماضی معروف کے عین کلمے کو بھی فتحہ اور کسرہ جائز ہے تو اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔(۱) فاء اور عین کلمے کو فتحہ (۲) فاء کو فتحہ اور عین کلمے کو کسرہ (۳) فاء اور عین کلمے کو کسرہ (۴) فاء کو کسرہ اور عین کلمے کو فتحہ۔

یاد رکھو کہ مذکورہ اجناس میں سے ہر جنس کے قوانین بے شمار ہیں لیکن یہ مختصر کتاب زیادہ کی متحمل نہیں ہو سکتی تا کہ کتاب کی عبارت لمبی نہ ہو جائے۔

تبصرہ

۱۔ اگر مذکورہ حروف باب افتعال کے عین کلمے کی جگہ ہوں تو جائز ہے کہ باب افتعال کی تاء ما بعد کی جنس سے بدلی جائے اور لازمی طور پر ادغام ہو جائے جیسے هَـٰذِی اس کی اصل

اِهْتَدَیَ تھی۔ تاء کو دال کرتے ہیں اور دال کو دال میں ادغام کرتے ہیں۔

اور ہمزہ کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں اس میں بھی (قَتَّلُوْا والی اعراب کی) چار صورتیں ہیں۔ هَدّٰی هاء اور دال کلمے کے فتحہ کے ساتھ۔ هِدّٰی هاء کے کسرہ اور دال کے فتحہ کے ساتھ هَدِّی هاء کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ هِدِّی هاء اور دال کے کسرہ کے ساتھ۔

اس کا مضارع معروف يَهَدِّیْ اصل میں يَهْتَدِيْ تھا تاء دال سے بدل گئی اور دال کا دال میں ادغام ہو گیا اور تاء کی حرکت فاء کلمے پر آ گئی اور اس میں ماضی کی موافقت سے فاء کے کسرہ کے ساتھ بھی جائز ہے اور کسرہ میں فاء کلمہ کی متابعت سے علامت مضارع مکسور بھی جائز ہے اور یہ تعلم کے قبیلہ سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ یاء مکسور نہیں ہوتی اور یہی حال ہے امر اور مصدر کا یعنی هَدِّ، هِدِّ و هَدَّاءٌ، هِدَّاءٌ فاء کلمہ کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ یہ اصل میں اِهْتَدِیْ اور اِهْتِدَاءٌ تھا۔

اور اسم فاعل اور اسم مفعول مُهَدِّ فاء کلمہ کے فتحہ کے ساتھ اور مُهِدِّ فاء کلمہ کے کسرہ کے ساتھ، باب تفعیل کے اسم فاعل سے جدا کرنے کے لیے مُهُدِّ میم کے ضمہ کی متابعت میں فاء کلمے کے ضمہ کے ساتھ اور یہ وجہ سابقہ وجوہات سے زائد ہے۔

۲۔ ہر وہ جگہ جہاں باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کی تاء مذکورہ حروف سے پہلے ہو تو مابعد میں ادغام کے جائز ہونے میں یہ بھی باب افتعال کی تاء کی طرح ہی ہے اور ضرورت کے وقت کلمہ کی ابتداء میں ہمزہ وصلی لایا جائے گا یعنی اس صیغے میں جہاں فاء کلمے سے پہلے کوئی حرف نہ ہوگا جیسے مصدر، ماضی اور امر جب یہ ابتدائے کلام میں آئیں۔ جیسے اِتَّرَّسَ، اِتَّارَكَ، اِثَّرَّدَ، اِثَّاقَلَ، اِجَّمَّعَ، اِجَّامَعَ، اِدَّثَّرَ، اِدَّارَكَ، اِذَّكَّرَ، اِذَّابَحَ، اِزَّيَّنَ، اِزَّاوَرَ، اِسَّمَّعَ، اِسَّاقَطَ، اِشَّجَّعَ، اِشَّاجَرَ، اِصَّبَّرَ، اِصَّابَرَ، اِضَّرَّعَ، اِضَّاغَنَ، اِطَّيَّرَ، اِطَّايَرَ، اِظَّلَّمَ اور اِظَّالَمَ یہ مصدر ہوں، ماضی یا امر ان کی اصل تَتَرَّسَ،

تَبَارَكَ، تَبَرَّدَ، تَثَاقَلَ، تَجَمَّعَ، تَجَامَعَ، تَدَثَّرَ، تَدَارَكَ، تَذَكَّرَ، تَذَابَحَ، تَزَيَّنَ، تَزَاوَرَ، تَسَمَّعَ، تَسَاقَطَ، تَشَجَّعَ، تَشَاجَرَ، تَصَبَّرَ، تَصَابَرَ، تَضَرَّعَ، تَضَاغَنَ، تَطَيَّرَ، تَطَايَرَ، تَظَلَّمَ اور تَظَالَمَ تھے۔

۳۔ لام تعریف را اور نون اور سوائے جیم کے مذکورہ بالا حروف میں وجوباً مدغم ہوتی ہے۔ جیسے اَلرَّاءُ، اَلنُّوْنُ، اَلتَّاءُ، اَلدَّالُ، اَلذَّالُ، اَلزَّاءُ، اَلسِّيْنُ، اَلشِّيْنُ، اَلصَّادُ، اَلضَّادُ، اَلطَّاءُ، اَلظَّاءُ اور اَلثَّاءُ اور اس پر ہی تکمیل ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَتْمَمْتُ بِتَوْفِيْقِهِ الْوَافِرِ هٰذِهِ الرِّسَالَةَ الْمُسَمَّاةَ "تَسْهِيْلُ الْمُبْتَدِئْ" اَنْفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا مَنْ يُّرِيْدُ بِجَاهِ نَبِيِّهِ الْبَشِيْرِ وَالنَّذِيْرِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيْمُ۔